اپریل 2020

موجودہ صورتحال کی وجہ سے اپریل 2020 کے مہینے میں اس رسالے کی ہارڈ

کاپیاں شائع نہیں کی جائیں گی　　　بذریعہ مدیر

ماہنامہ　　　ولی اللہ

ارمغان

Due to the current situation, hard copies of this magazine will not be published in the month of April 2020　　**By Editor**

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت، ضلع مظفر نگر (یوپی)
www.armughan.net

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۸ شمارہ ۴ اپریل ۲۰۲۰ء مطابق شعبان ۱۴۴۱ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

مدیر
وصی سلیمان ندوی

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-7060450315
9359774316 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ
موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے
❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	دعوت کی روشنی سے کفر کے اندھیرے دور کریں	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	کرونا وائرس اور شرعی نقطہ نظر	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۱
☆	نعت	حفیظ محمود بلند شہری	۱۵
☆	ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط سے ایک انٹرویو	انٹرویو نگار: فتح محمد ندوی	۱۶
☆	اعلان ملکیت	ادارہ	۱۹
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	احمد اواہ ندوی	۲۲
☆	شب براءت، فضائل واعمال	مفتی عبداللہ قاسمی حیدرآباد)	۲۶
☆	غزل	ڈاکٹر بشیر بدر	۲۸
☆	جامعہ امام ولی اللہ، ایک تعارف	ادارہ	۲۹
☆	قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی تصنیف	مولانا مطیع الرحمٰن عوف ندوی	۳۱
☆	غزل	جناب عبدالرب حماد پھلتی	۳۴
☆	آئینہ دیکھنے کا نبوی طریقہ	مفتی تبریز عالم قاسمی	۳۵
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **اپریل** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

کورونا کی زد میں کتنے شہر ہیں کیا بتلائیں ہم؟

حالیہ دنوں میں پوری دنیا میں، اور خاص کر ہمارے ملک ہندوستان میں کرونا وائرس کا شدید قہر برپا ہے، اور اس کے خوف سے انسانیت کی نینداڑی ہوئی ہے، اس سلسلہ میں حقائق کے ساتھ ساتھ افواہوں کی بھی گرم بازاری ہے، اور عوام الناس شدید بے چینی اور مخمصہ کا شکار ہیں، حفظ ماتقدم کے طور پر جو تدبیریں اپنائی جارہی ہیں، ان سے نظام زندگی درہم برہم، اور دلوں کا سکون غارت ہوگیا ہے، اور ہر طرف اسی کا چرچا، اسی کا شور، اور اسی کی گفتگو سنائی دے رہی ہے۔

کورونا (corona) لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی تاج یا ہالہ کے ہوتے ہیں۔ چونکہ اس وائرس کی ظاہری شکل سورج کے ہالے یعنی کورونا کے مشابہ ہوتی ہے، اسی وجہ سے اس کا نام " کورونا وائرس" رکھا گیا ہے۔ سب سے پہلے اس وائرس کی دریافت 1960 کی دہائی میں ہوئی تھی جو سردی کے نزلہ سے متاثر کچھ مریضوں میں خنزیر سے متعدی ہوکر داخل ہوا تھا۔ اس وقت اس وائرس کو ہیومن (انسانی) کرونا وائرس E229 اور OC43 کا نام دیا گیا تھا، اس کے بعد اس وائرس کی اور دوسری قسمیں بھی دریافت ہوئیں، جو بیماری کی ہلکی پھلکی شکل میں موجود تھیں، اور جن سے مقابلہ کے لئے ہمارے جسم کا دفاعی نظام کافی تھا، اور اسے معمولی احتیاط یا ہلکے سے علاج کے ذریعہ کنٹرول کرلیا جاتا تھا۔

موجودہ دور میں کروناوائرس کی جو قسم انسانیت کے لئے خطرہ بنی ہوئی ہے، اس کا نام (Covid-19) ہے، اس وائرس کا، چینی حکومتی دستاویزات کے مطابق 17 نومبر 2019ء کو سب سے پہلا تصدیق شدہ مریض چین کے شہر ووہان، ہوبئ کا ایک 55 سالہ شخص بنا، اگلے مہینے میں، ہوبئ میں کورونا وائرس کے واقعات کی تعداد آہستہ آہستہ دو سو ہوگئی، 31 دسمبر 2019ء کو، وائرس کی وجہ سے صوبہ ہوبئ کے دارالحکومت ووہان میں محکمہ صحت کے حکام کو نہ معلوم نمونیا کے واقعات کی اطلاع ملی، تو اس کی تحقیقات اگلے مہینے کے اوائل میں شروع ہوگئیں، ان متاثرہ افراد کی زیادہ تعداد کا تعلق، سمندری جانوروں کے ایک بازار سے تھا، جہاں زندہ جانوروں کا کاروبار ہوتا ہے، اسی وجہ سے کہا جارہا ہے کہ اس وائرس کی وجہ زونوٹک (zoonotic) ہے، اس کے بعد جنوری 2020ء میں اس مرض میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ 30 جنوری کو، ڈبلیو ایچ او نے اس وبا کو عوامی صحت کی عالمی ہنگامی صورتحال قرار دیا، پھر 13/مارچ کو ڈبلیو ایچ او نے اس کے پھیلاؤ کو تسلیم کیا، اور یورپ کو اس وبا کا نیا مرکز قرار دے دیا۔ یہاں تک کہ 15 مارچ 2020ء تک دنیا بھر میں 159,000 مریض سامنے آچکے تھے، جن میں سے 5,800 کی موت واقع ہوچکی تھی، جب کہ 75,000 صحت یاب ہوگئے تھے۔

ہمارا ملک ہندوستان، اس وائرس کی جائے پیدائش اور اس سے سب سے زیادہ متاثر چین کا پڑوسی ہے اور اس کی طویل سرحد اس کے ساتھ ملتی ہے، اور اس کی آبادی دنیا کی کل آبادی کا قریباً پانچواں حصہ ہے، اس لئے ہماری حکومت نے اس سلسلہ میں بڑی بیداری کا ثبوت دیا، اور ہمارے وزیر صحت، جناب ہرش وردھن نے ۱۱/مارچ کو ہی ملک میں کرونا وائرس کے انتیس کیسوں کی اطلاع دی، اور پھر جنگی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پیمانہ پر کام شروع کیا، دنیا بھر کے طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ ہندوستان نے اس مہلک وائرس سے بچاؤ کے لیے سخت پیشگی حفاظتی اقدامات کیے ہیں، اس نے اپنے ہوائی اڈوں پر بیرون ملک سے آنے والے مسافروں کی سکریننگ کا جامع انتظام کیا اوران کا بڑے کڑے انداز میں معائنہ کرایا گیا، اس طرح بعض بہت ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں ہمارے یہاں اس وائرس کے پھیلنے کی رفتار بہت محدود رہی ہے۔

چونکہ کورونا وائرس کا کوئی خاص تصدیق شدہ علاج یا دوا اب تک موجود نہیں ہے، اس لئے چند احتیاطی تدابیر (صابون یا پانی سے بار بار ہاتھ دھونا۔گندے ہاتھوں سے ناک، آنکھ اور منھ کو چھونے سے گریز کرنا۔متاثرہ افراد سے براہ راست اوران کی استعمالی چیزوں سے دور رہنا وغیرہ) کے ساتھ ساتھ، عالمی سطح پر ہونے والے اس کے نقصانات، اور آئندہ متوقع اثرات کے پیش نظر جنتا کرفیو، اور پھر ۲۱؍دنوں کے لاک ڈاؤن کا اعلان اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس سلسلہ میں جو اطلاعات موصول ہو رہی ہے ان کے مطابق ہمارے ملک کے پاس بڑے پیمانہ پر طبی سہولیات، اور کے لئے ضروری وسائل کی بڑی کمی ہے، ضرورت ہے کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں اس سلسلہ میں ہنگامی طور پر کام کریں، اور ہر شہر یا بستی میں اسپتالوں کی ضروری تعداد کی تیاری پر زور دیں، بستروں کی تعداد بڑھائی جائے، جگہ جگہ اس کے لئے مراکز بنائے جائیں، نئے اسپتال بنائے جائیں، ضرورت محسوس ہو تو خالی عمارتوں اور ہوٹلوں وغیرہ کو اسپتال کے طور پر استعمال کرنے کا انتظام کیا جائے، اور ہر سطح پر عوامی بیداری لاکر اس وبائے عام کا مقابلہ پامردی اور ہمت مردانہ کے ساتھ کیا جائے۔۔

سرکاری اعلان کے مطابق عوام کو بے کاری کی اجرت دی جائے، ان کو ضروریات زندگی کا سامان مہیا کرانے میں آسانیاں برتی جائیں، اور مستحقین تک انہیں پہنچانے کا پورا نظم ہو، تمام ضروری اشیاء کی قیمتوں کو سختی سے کنٹرول کیا جائے، حفظان صحت کی مصنوعات اور میڈیکل کا سامان بنانے والی فیکٹریوں کو تحویل میں لیا جائے، اوران کے پروڈکٹس کی حصول یابی کو آسان بنایا جائے، پرائیویٹ ملازمین کو ان کی کمپنیوں کی طرف سے معاوضہ دلوایا جائے، اوران کی ملازمتوں کی بحالی کی یقین دہانی کرائی جائے۔اور بندش کے ایام کی ان کو تنخواہ دلائی جائے۔صحت اور حفاظت کی تمام سہولیات کا بار بار عوامی سطح پر اعلان کرایا جائے، اور ضروری چیزیں لازمی طور پر مہیا کرائی جائیں۔

عوام کو اس سلسلہ میں بہت حساس رہنے، اور حکومتی اعلانات کو نافذ کرانے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، تنہائی، اور لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اس وبا پر قابو پانا اس کا واحد حل بتایا جا رہا ہے، اس لئے ہر سطح پر احتیاط اور پابندیوں کا لحاظ ہماری قومی اور ملی ذمہ داری ہے، ابتلائے عام کے ان دنوں کو احتیاط کے باوجود کارآمد بنانے، اور کچھ منصوبہ بنا کر گھریلو قسم کے کاموں کو انجام دے کر، اپنے کچھ مطالعاتی اور تصنیفی منصوبے پورے کرکے ہم ان دنوں میں خوشی اور لذت کا پہلو بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

ان سب کے ساتھ ساتھ حق تعالی سے عافیت طلب کرنا، صبح و شام کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا، بہ طور خاص سورت الفاتحہ، آیت الکرسی اور چار قل جیسی آیات پڑھنے کا معمول بنا کر اور۔ بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم صبح و شام اس یقین کے ساتھ پڑھ کر کہ حکم الٰہی کے بغیر دنیا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، ہم ان دنوں کی سختی سے بچ سکتے ہیں۔دعا کیجئے کہ ہم سب کو ان وبائی امراض اور آفتوں سے محفوظ فرمائیں۔

وصی سلیمان ندوی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آیئے! دعوت کی روشنی سے کفر کے اندھیرے دور کریں

ملک کے موجودہ حالات کے پس منظر میں مولانا محمد کلیم صدیقی کا فکر انگیز خطاب

[دوسری قسط]

سچی بات یہ ہے کہ ہم ہندوستان جیسے ملک میں رہتے ہیں، ایک محبت بھرے ملک میں، یہاں کی قوم محبت کی کتنی قدر کرنے والی قوم ہے، ہم مسلمانوں پر ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کا حق ہے، خصوصاً ایک بات یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ان کے یہاں ذرا سا مذہب سے تعلق اور مذہب کے نام پر قربانی کا جوش بڑھتا ہے، اور ان کی سرگرمیاں زیادہ دکھائی دینے لگتی ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے حالات ناسازگار ہیں، حالانکہ اصل اور بنیادی بات یہ ہے، کہ شیطان انسان کا دشمن ہے، اس کو دعوت کے مشن سے بیر ہے، قرآن نے کہا: اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (وہ اپنی جماعت کو دعوت دیتا ہے تاکہ وہ سب جہنمی بن جائیں) اس کی اور اس کی جماعت کی کوشش یہ ہے کہ سب کو دوزخی بنا دے اور داعی کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ایمان کے بغیر نہ رہ جائے، تو شیطان کو ہمارے مشن سے بیر ہے، وہی ہر طرف چلاتا ہے کہ ایسے مشکل حالات ہیں، ایسے ناخوشگوار حالات ہیں، ایسے دشوار حالات ہیں۔

ان کا مذہب سے جو تعلق بڑھ رہا ہے، آپ دیکھیں پہلے کاوڑ یاترا میں اتنے لوگ نہیں ہوتے تھے، اب کتنے زیادہ ہوتے ہیں، مہابھارت اور رام لیلاؤں میں بھیڑ بڑھ رہی ہے، وہ اس کے لئے کتنی قربانیاں دے رہے ہیں، تو یہ مذہب کے نام پر جو قربانی دے رہے ہیں، اس سلسلہ میں ہمیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ شیطان غلط طریقے سے ہمیں سمجھا رہا ہے، ہمارے سوچنے کا رخ یہ تھا کہ مذہب پر جو آدمی قربانی دیتا ہے، دھرم کے لئے اپنے جان و مال کو قربان کر دیتا ہے، وہ اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے دیتا ہے۔ اب اگر آپ انہیں یہ بتا دیں کہ اللہ کو راضی کرنے کا یہ راستہ نہیں ہے، بلکہ اسلام ہے، تو جتنا زیادہ جذباتی ہو کر وہ لوگ ادھر آرہے ہیں (خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ) اللہ کے نبیؐ نے ارشاد فرمایا جو جاہلیت میں جتنے زیادہ اچھے ہیں وہ اسلام میں بھی اتنے اچھے ہوتے ہیں۔ اتنے ہی جذباتی طور پر وہ حق کی راہ میں بھی چلیں گے۔

ایک بات اور سمجھ لیجیے کہ ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں، ان سارے لوگوں کا ایک سیاسی پس منظر ہے، یہ ساری قوم سیاسی ایجنڈہ کے تحت مذہبی ہو رہی ہے، یہ بھی ہماری بدگمانی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں داعی بنایا ہے، اور طبیب بنایا ہے، وہ لوگ مریض ہیں، داعی کی حیثیت طبیب کی، اور مدعو کی حیثیت مریض کی ہوتی ہے، یہ ان لوگوں سے ہمارا رشتہ ہے۔ اگر طبیب اپنے مریض سے بدگمان ہو جائے اور وہ یہ سمجھے کہ ہمارے اسپتال میں جو مریض آئے ہیں، وہ ایک سیاسی ایجنڈہ کے ساتھ آئے ہیں، ہمارے ہسپتال میں جو یہ دست، یا ڈائریا کے مریض، یا ہیضہ کے مریض آئے ہیں، یہ سب سیاسی ایجنڈہ کے تحت ہمارے پورے اِسٹاف میں ہیضہ پھیلانے کے لیے بھیجے گئے ہیں، تو پھر ظاہر ہے ڈاکٹر اپنے فن طب کے منصب کی لاج نہیں رکھ سکے گا، بلکہ ان کو ختم کرنے کو کوشش کرے گا۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا چاہیے۔

اور یہ بات صحیح بھی ہے، ہمارے ایک ساتھی تھے ہیمنت پہلا نام تھا وہ ایک پنڈت گھرانے کے تھے۔ انہوں نے بڑی اہم بات

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کہی کہ ہندوقوم میں پروفیشنل مذہبی لوگ، جن کا مذہب سے کوئی مطلب ہوتا ہے،کوئی مذہب سے مال حاصل کرتا ہے، یا کوئی سیاسی فائدہ حاصل کرتا ہے،ایسے لوگ چند گنتی کے ہوتے ہیں، اکثر Religeus لوگ اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے ساری جدوجہد کرتے ہیں، ان کی اپنی ایک منزل ہوتی ہے اللہ کو راضی کرنے کی، اکثر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں، کسی مندر میں آپ دیکھیں پوجا کرنے والے لوگ، تو ان میں دو چار ایسے بھی ہوتے ہیں پجاری، جو دھندا چلاتے ہیں، چڑھاوہ اکٹھا کرتے ہیں، اسے بیچتے ہیں اس سے کاروبار چلاتے ہیں، لیکن چڑھاوہ چڑھانے والے Maximum کیسے لوگ ہوتے ہیں، جو اپنے بھگوان کو، ایشور کو، کسی دیوی، دیوتا کو راضی کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں، وہ پروفیشنل نہیں ہیں، ان کی ایک منزل ہوتی ہے، اپنے خیال کے مطابق اللہ کو راضی کرنے کی۔

ایک بس میں یا ٹرین میں پروفیشنل مسافر بہت کم ہوتے ہیں، تھوڑے سے لوگ سفر کے پروفیشن سے جڑے ہوتے ہیں، ایک ڈرائیور ہوگا، ایک کنڈکٹر ہوگا، ریلوے میں ٹی سی ہوں گے، چند مٹھائیاں بیچنے والے یا چائے والے ہوں گے، باقی سارے مسافروں کی منزل اور مقصد ایک ہوتا ہے، وہ اپنی اپنی منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں، جو لوگ اپنی منزل حاصل کرنے کے لئے ٹرین میں بیٹھے ہیں، اگر آپ نے ان کو سمجھا دیا مخلصانہ طور پر، عقل و شعور کے ساتھ، اور یہ بتا دیا کہ جس ٹرین میں آپ لوگ بیٹھے ہیں یہ بمبئی نہیں جارہی ہے جو آپ کی منزل ہے، بلکہ امرتسر جارہی ہے تو یہ لوگ کیا کریں گے؟ بعض لوگ تو چلتی گاڑی پر سے کود کر اپنی جان تک دے دیں گے، مگر غلط رخ پر جانا گوارہ نہیں کریں گے، ورنہ سب مسافر انتظار کریں گے اور اگلے اسٹیشن پر اتر جائیں گے، ہم دیکھتے ہیں کتنے لوگ جو کٹر مذہبی قسم کے ہندو ہیں یا کسی اور مذہب سے جڑے ہوئے ہیں، جب اسلام میں آتے ہیں تو اتنی تیزی سے وہ اسلام کی طرف لپکتے ہیں، اور ان کی ترقی اتنی تیز رفتار ہوتی ہے کہ روحانیت کے اعتبار سے بھی اور ایمان کے اعتبار سے بھی ایسا پختہ ہوتے ہیں کہ صحابہ کی یادتازہ ہوجاتی ہے۔ ’’نسیم ہدایت کے جھونکے‘‘ میں کتنے سارے ایسے واقعات ہیں، حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے اس کی پہلی جلد پڑھی تو انھوں نے مجھ سے خود فرمایا میں اس کتاب کو پڑھتا رہا اور آنکھوں اور دل پر قابو نہیں پاسکا، پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے میں نے کچھ وقت خیرالقرون میں گزار دیا، ان کے ایسے حالات ہیں، اس لئے کہ پہلے ان کا ان کے پرانے مذہب سے والہانہ تعلق تھا، جب انہیں صحیح راستہ بتا دیا گیا تو وہی والہانہ تعلق اُدھر ہو گیا، دیکھئے جس طرح کسی مسافر کو معلوم ہوجائے کہ اس کا اتنا وقت غلط سمت میں سفر کرتے ہوئے ضائع ہوگیا، تو پھر وہ کسی تیز رفتار ٹرین کی طرف دوڑتا ہے کہ اتنا وقت جو چلا گیا، اس کی تلافی کرکے جلدی سے کسی طرح منزل پر پہنچوں، یہی ان لوگوں کا حال ہوتا ہے۔

اب یہ جو لوگ ہیں نادان دوست ہی ہیں، دانا دشمن تو کہہ نہیں سکتے، ملک کی محبت میں (۱۹۴۷ء) سے پہلے ہمارے ملک کا کیسا پیارا حال تھا، سب نے مل کر جنگ آزادی میں کیسے کیسے قربانیاں دیں، اور کیسا زبردست آپسی محبت کا ماحول تھا۔ اس سے پہلے بھی ہندوستان میں اسی طرح کا ماحول تھا، مسلمانوں کے عہد حکومت میں، پھر انگریز آئے، تو انہوں نے اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے ہماری تاریخ میں زہر آلود چیزیں شامل کردیں، اور انہوں نے Devide And Rule کے نظریہ سے ہماری تاریخ میں نفرت کا بیج بودیا، ہماری روشن تاریخ بدل کر اورنگ زیب عالم گیرؒ کے بارے میں، اور بعض دوسرے فرماں رواؤں کے بارے میں نفرت پھیلائی، ورنہ صحیح تاریخ وہ ہے جو بہت سے انصاف پسند مؤرخین نے حقائق نکال کر دکھائی ہے، کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانے میں ہندوستان میں نفرت کا اور تعصب کا ماحول بالکل پیدا نہیں ہوا، بلکہ انھوں نے آخری درجہ میں ایسے

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسباب اختیار کیے ،جن سے آپس میں محبت کے ساتھ رہا جاسکے، اوراسی کے ساتھ اس ملک کو آگے بڑھانے میں، اوراس ملک کو ترقی دینے میں سب کوشاں ہوں، یہ مسلمان بادشاہ ہی تھے، جنہوں نے اسے اکھنڈ بھارت بنا کرسونے کی چڑیا بنادیا تھا، جب انگریز یہاں آئے توانھوں نے Devide And Rule کی پالیسی پر عمل کیا، اور پھر المیہ یہ ہوا، کہ غلامی کا ایک بڑا عذاب یہ ہوتا ہے کہ غلام قوم کی ذہنیت بھی غلام بن جاتی ہے، اورعوام اپنے آقاؤں کی، جن کی غلامی میں وہ رہے ہوتے ہیں، ان کی اتباع کرنے، اوران کی نقل کرنے میں فخرمحسوس کرتے ہیں، تو اس زمانہ میں ہمارے نادان دوست، یہ بے چارے تنظیم کے لوگ بھی ان کے ذہنی غلام بن گئے، اور اصلاً اسی غلامی کے اثر سے Devide And Rule کی پالیسی پر عمل کرنے کوشش کررہے ہیں، اوراسی راہ سے کرسی حاصل کرنے، اوراسے باقی رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، مسلسل تقسیم، مسلسل نفرت، مسلسل بانٹنا، اس کا یہ لوگ مزاج بنارہے ہیں، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کسی بھی گھر کے ساتھ آخری درجہ کی دشمنی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوسکتی کہ بھائیوں میں لڑائی کی دراڑ پیدا کردی جائے، ہمیشہ بھائی بھائی لڑتے رہیں تو کیا وہ گھر کبھی ترقی کرسکتا ہے؟ یہ بات تو موٹی عقل میں بھی آسکتی ہے، دیہات کا بالکل اَن پڑھ آدمی بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے، ملک کی محبت اور راشٹرواد کے نام پر جولوگ ملک کو بانٹ رہے ہیں اور ملک کو تقسیم کررہے ہیں، اس کی اصل حقیقت یہی ہے۔ اور یہ تقریبا سوسال سے چل رہا ہے۔لیکن یہ سب اندھیرے ہیں اندھیرے، اندھیرے پھیلا نہیں کرتے، اندھیرے خالی جگہ لے رہے ہیں، ہم حق کی روشنی جلا نہیں رہے ہیں، اس لئے یہ اندھیرے قائم ہیں، اگر ہم حق لے کر آجائیں، ہم روشنی جلانے والے لوگ روشنی جلانا شروع کردیں تو ذرا سی دیر میں یہ اندھیرے کافور ہوسکتے ہیں۔

ہمارا یہ کام کتنا آسان ہے؟ یہ لوگ سوسال ہورہے ہیں تب سے کام کررہے ہیں، انھوں نے ۲۰۲۵ تک طے کیا تھا کہ ہم لوگ سوسال میں اپنے مشن کو حاصل کرلیں گے۔لیکن ہم اگر کرنے پر آجائیں تو ایک دن میں سوسال کی محنت جواُن کی ہے، ذرا سی دیر میں اس کا علاج ہوسکتا ہے۔سوسال کے جالے، سوسال کا کوڑا کباڑ اورسوسال کے اندھیرے، اگرمسلمان اپنی ذمہ داری ادا کریں تو ایک دن میں سب کے سب پورے کے پورے ختم ہوسکتے ہیں۔اس لیے کہ ہندوستان میں سچی بات یہ ہے کہ ایک چوتھائی مسلمان ہیں، ہماری آبادی تیس کروڑ ہے، اگر سرکاری اعداد و شمار سے حساب سے لگائیں تو ملک کا ہر پانچواں آدمی مسلمان ہے اور اگر صحیح اعداد وشمار کے حساب سے لگائیں تو ہر چوتھا آدمی مسلمان ہے۔ہمیں ایک دن میں صرف چار آدمیوں تک دین کی بات پہنچانی ہے، ان تک ایمان پہنچانا ہے، ان کا اسلامی حق پہنچانا ہے، کامیابی کی بات پہنچانی ہے، ایک دن میں صرف چار آدمیوں تک ہر ایک آدمی کو بات پہنچانی ہے، یہ صرف ایک دن کا کام ہے، جو ہرگز مشکل نہیں ہے، جو لوگ دعوت کا کام کرتے ہیں انہیں اندازہ ہے کہ داعی گھر سے نکل جائے رات دعا کرکے کہ آج مجھے چار آدمیوں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے، خصوصاً اس ملک کے محبت بھرے لوگوں کو، جو اتنی زیادہ قدر کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھ لیتے ہیں اور آسانی کے ساتھ اس کا نشانہ پورا کرادیتے ہیں۔

ابھی پچھلے دنوں ہمارے یہاں کے طلباء جومختلف مدارس میں پڑھتے ہیں جن میں عربی درجات ہیں، ان سب میں دعوتی تربیتی کیمپوں کا سلسلہ شروع کیا گیا اور یہ طے کیا گیا کہ ہر بڑے اوراونچے درجہ کے طلباء کے کیمپ دو/ دو مہینے کے اور دس/ دس دن کے لگائے جائیں، تاکہ بچوں کو دعوتی کام کی عملی مشق ہوجائے، اور یہ اس لئے ہے کہ تجربہ یہ ہے اور بالکل فیکٹ (Fact) ہے کہ اگر ڈرائیونگ میں پی، ایچ، ڈی کرادی جائے اور اسٹیرنگ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(Staring) پر بٹھا کر ڈرائیونگ نہ سکھائی جائے تو کوئی آدمی ہرگز ڈرائیور نہیں بنتا، اس لئے عملی مشق کا سلسلہ چلایا جا رہا ہے۔ اللہ کا شکر ہے، طلباء کا ذہن بنایا گیا، پہلے ہمارے یہاں آخری سال کے بچوں کے دس دس دن کے کیمپ لگتے تھے تو خود طلباء نے یہ کہا کہ سال میں صرف دس دس دن کے کیمپ سے ہم مکمل داعی کیسے بنیں گے، اس لئے ہمیں زیادہ وقت دیا جائے، اس لئے مشورے سے طے ہوا تو ڈھائی مہینے تک کیمپ چلتے رہے، تقریبا پچپن کیمپ لگے تھے۔اس میں AIIMS (ایمس) جو رشی کیش اتراکھنڈ میں ہے، ہمارے علاقہ میں ہندوستان کا بڑا تیرتھ استھان ہے، آدمی ایسی جگہ پر جاتے ہوئے بھی ڈرتا ہے کہ بھئی یہ تو مذہبی جگہ ہے۔حالانکہ سچی بات یہ ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ قرآن نے کہا ہے کوئی امت ایسی نہیں جس میں نبی نہ بھیجا ہو، ڈرانے والا نہ بھیجا ہو۔ ہر جگہ نبی آئے تو ہمارے یہاں بھی یقیناً آئے۔اور یہ جو دیوی دیوتا ہیں انسانی شکل میں جن کی پوجا کی جاتی ہے، غالب گمان یہ ہے کہ انبیاء علیہم والصلوٰۃ والسلام ہیں، ان کی کہانیوں کو سند صحیح، اور تاریخ کا ذوق نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ملک میں صحیح معلومات کے ساتھ محفوظ نہیں رکھا جا سکا، جس طرح علمائے اسلام نے حدیث اور تاریخ کے فن میں کیا، انھوں نے اسماء الرجال کا ایک پورا فن تیار کر دیا، سچ کو سچ، اور حق کو حق ثابت کرنے کے لئے، اور درجات متعین کئے فن اسماء الرجال میں، ان کے یہاں ایسا نہیں ہوسکا، تو ان کے یہاں روایت ایک جگہ سے چلی اور دوسری جگہ کچھ اور ہوگئی، اس میں نمک مرچ لگا کر تیسری جگہ کچھ اور بن گئی، اور کچھ کا کچھ بن گیا، اور علم الاصنام کا پورا فن ایجاد ہوگیا، لیکن کچھ بنیادی چیزوں کو سمجھا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ انبیاء علیہم والصلوٰۃ والسلام کے بعض واقعات ان کے دیوی دیوتاؤں سے تقریباً ملتے جلتے ہیں، جنہیں ان لوگوں نے بعد میں خدا بنا کر خود ان کی پوجا شروع کر دی، جیسے ہمارے یہاں مزارات کی پوجا ہوتی ہے، یہ بھی ہمارے قائدین اور رہبر حضرات تھے، اسی طرح یہاں کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی رہے ہوں گے۔آدمی کو روحانیت کا تھوڑا بہت شعور اور ذوق ہو، تو ہمارے بہت سے بزرگان اسلام نے یہ بات کہی کہ یہ جو تیرتھ استھان ہیں، وہاں جاتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں پر بہت سے روحانیت کے اسباب اور آثار دکھائی دیتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ یہاں انبیاء نے اپنی تعلیمات اور اپنی توحید کی دعوت کا کام کیا ہے، اس کے انوار جو صاحب بصیرت لوگ ہیں ان کو نظر آتے ہیں، اس سلسلہ میں بعض بزرگوں کے مکاشفات بھی ملتے ہیں۔تو رشی کیش ہمارے یہاں ہندوستان کا بہت بڑا تیرتھ ہے، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے جہاں مذہبی تیرتھ ہو وہاں زیادہ خدمت کا کام ہونا چاہئے، اس لئے حکومت نے وہاں پر ایمس (AIIMS) بنایا ہے، اور اس پر بڑے پیسے لگائے ہیں، بڑی عالی شان بلڈنگ بنائی ہے، بہت معیاری، چونکہ وہ رشی کیش کا ایمس تھا اس لئے حکومت نے وہاں پر بہت زیادہ خرچ کیا ہے، وہاں چار پانچ ڈاکٹر ہیں بہت ہی دیندار اور بڑا دعوتی جذبہ رکھنے والے، ان کا اصرار تھا کہ ایک کیمپ طلباء کا یہاں بھی بھیجا جائے، علاقہ میں جوالاپور میں ایک مدرسہ ہے، داعی لوگ وہاں رک جائیں گے، اور فیلڈ ورک رشی کیش میں کرائیں گے۔تو ایک جماعت وہاں پہنچی، جوالاپور میں رکے، جو طلباء پہلے کیمپ کر چکے ہوتے ہیں، ان کو بھیج دیتے ہیں کہ بھئی آپ چلے جاؤ بات کرنے کے لئے، آپ نے دو تین دفعہ سیکھ لیا ہے، کہ بات کیسے کرنی ہے؟ کیسے قرآن پیش کرنا ہے؟ تو وہاں تین بچوں کو بھیج دیا کہ آپ تو دو تین کیمپ کر چکے ہیں آپ لوگ چلے جاؤ۔انھوں نے وہاں جا کر پوچھا کہ یہاں کا بڑا آشرم کون سا ہے؟ بتایا گیا کہ بیٹا یہاں قریب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں سب سے بڑا آشرم اودھوت آشرم ہے،تو انھوں نے آٹو کیا، کہ اودھوت آشرم جانا ہے اور وہاں چلے گئے۔وہاں گئے تو ایک بابا کو دیکھا جو تلک لگائے ہوئے کھڑے تھے سمجھا کہ یہ ذرا بڑا بابا ہے کہا کہ ہمیں سب سے بڑے بابا سے ملنا ہے،انھوں نے کہا کیوں کیا بات ہے؟انھوں نے کہا کہ ہمارے امتحان ہوئے ہیں ان سے آشیرواد لینا ہے،انھوں نے دیکھا کرتا ٹوپی والے بچے ہیں،ہمارے مدرسہ کے بچوں کی سادگی،بھول پن اور خلوص کی وجہ سے آدمی متاثر ہوتا ہے،دیکھا تو بابا کہنے لگے چلو بیٹا میں تمہیں لے کر چلتا ہوں،وہاں پہنچے باباجی کے پاس،انھوں نے بات کرنا شروع کی:توحید،رسالت،آخرت،اللہ کا تعارف کرایا قرآن مجید سنایا اور ذرا شرک کے سلسلہ میں کچھ بتایا،ذرا کچھ آیتیں پڑھیں۔ تو وہ کہنے لگے بیٹا تم کس علاقے سے آئے ہو،کہاں سے آئے ہو؟ بچوں نے کہا کہ یہاں سے ڈیڑھ سو کلومیٹر کی دوری پر پھلت ہے، صوفی سنتوں کی بستی،وہاں سے آئے ہیں۔انھوں نے پوچھا کہ تمہیں اکیلوں کو ہی بھیج دیا یہاں پر رشی کیش میں؟ کہا نہیں ہمارے گروجی بھی آئے ہیں۔انھوں نے کہا تم گروجی سے بات کرادوگے؟ تو انھوں نے مولانا سے بات کرائی ، انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے آشرم میں آسکتے ہیں ہم آپ کو ناشتہ پر بلانا چاہتے ہیں کل،آپ کا ستکار بھی کرانا چاہتے ہیں،تو کھانا آپ کے سامنے ہی پروسیں گے (بنائیں گے) آپ بے فکر رہیے،یعنی آپ کے سامنے ہی بنائیں گے،آپ یہ نہ سمجھیں کہ پتہ نہیں کیسا کھانا ہے۔انھوں نے کہا سامنے پروسنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ہمارے گرو ہیں اور بڑے دھارمک لوگ ہیں،ہم خوشی سے کھائیں گے،آپ جیسے بنائیں گے،ہم ویسے ہی کھائیں گے،ہم ضرور آئیں گے۔ان لوگوں نے معلوم کیا اچھا تم کتنے لوگ ہو؟ تو انھوں نے بتایا:۲۳ لوگ ہیں۔تو اگلے روز پہنچے تو انھوں نے بہت پر تکلف ضیافت کی،ناشتہ کرایا اور ایک ایک مٹھائی کا ڈبہ اور ایک ایک سفید جوڑا بہت اچھا درمیانی درجہ کا کپڑا سب کو دیا،کہ تم اس زمانے میں آئے ہو،اتنی پیاری باتیں کررہے ہو،تم نے ہمارے دیدے آنکھ کھول دئے،ان ننھے بچوں نے ہم کو بتایا کہ بنانے والے کی پوجا کی جاتی ہے،مورتیوں کو بنانے والے ہم خود ہیں،ہم بنانے والے لوگ خود اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی مورتیوں کی پوجا کررہے ہیں اتنی موٹی عقل کی بات نہیں آرہی ہمیں،ان ننھے بچوں نے کیسی پتہ کی بات کہی۔ایک ایک مٹھائی کا ڈبہ اور ایک ایک جوڑا دیا اور ناشتہ کرایا۔

یہ ہندوستان کی مٹی کی اس فطرت کی وجہ سے ہے،کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی مٹی سے محبت کی خوشبو آتی ہے،تو ایمان والوں کی صرف چار لوگوں پر کی جانے والی کوشش،ان کے سوسال کے اندھیرے کی کوشش پر بھاری پڑ جائے گی،روشنی والوں کی ایک دن کی کوشش،اس ملک کی ساری گندگی کو صاف کرنے والی ہوسکتی ہے۔یہ جو ہمارے نادان دوستوں کا بھولا پن ہے،یا بے قوفی ہے،یا حماقت ہے،اسے یہی کہہ سکتے ہیں،اس ساری حماقت کا علاج صرف ایک دن میں ہوسکتا ہے۔شرط یہ ہے کہ مسلمان اپنے خیر امت کے منصب کو سمجھ لیں،اور ہم مسلمانوں میں یہ شعور پیدا کردیں کہ تمہاری کیا ذمہ داری ہے،اور یہی کام خود مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا طریقہ ہے۔آدمی جس چیز کی دوسرے کو دعوت دیتا ہے وہ چیز اس کے اندر پیدا ہوجاتی ہے،اگر وہ چیز کمزور ہے تو قوی ہوجاتی ہے جو سبق آپ کو یاد کرنا ہے،اسے دوسروں کو سکھانا شروع کردیجئے۔ Teaching is The Best Way of learning. کسی مضمون پر آپ کو رسوخ حاصل کرنا ہے تو اسے پڑھا دیجئے،کسی کو سکھا دیجئے ایک دفعہ اس میں رسوخ حاصل ہوجائے گا۔

[باقی آئندہ]

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خوش خبری خوش خبری

داعی اسلام حضرت مولانا محمّد کلیم صدّیقی دامت برکاتہم
کی تعلیمی و دعوتی میدان میں ایک اور بے مثال پیش رفت

مدرسہ سبیل السلام آن لائن

اب آپ اپنے وقت اور پیسوں کی بچت کے ساتھ
گھر بیٹھے دینی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں

مدرسہ سبیل السلام آن لائن مرد و خواتین کے لئے
دینی علوم حاصل کرنے کا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے
جس پر آپ اپنے کمپیوٹر یا موبائیل کے ذریعہ
اپنے گھر پر رہتے ہوئے مختلف کورسز کی لائیو کلاس لے سکتے ہیں

موجودہ کورسز

(1) قرآن بالتجوید (الف) (2) قرآن بالتجوید (ب) (3) اردو زبان
(4) بنیادی دینی معلومات (5) ترجمہ قرآن مجید

خصوصی کورسز (6) دعوہ ٹریننگ کورس (7) عالمیت

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

محمد محسن ندوی
+91-8979983149
Mnadwi3@gmail.com
mohsin@onlinemadrasa.in

Visit our website for more information
Emadrasa.org/onlinemadrasa.in
enquiry@onlinemadrasa.in/admission@onlinemadrasa.in

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کرونا وائرس اور شرعی نقطۂ نظر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں ایک اہم نعمت صحت وتندرستی ہے؛ البتہ دنیا وآخرت کی نعمتوں میں بنیادی فرق فنا وبقاء کا ہے، آخرت میں جن لوگوں کو جنت میں جگہ ملے گی، اور بے شمار نعمتیں ان کے لئے مہیا کی جائیں گی، وہ ہمیشہ ہمیش باقی رہیں گی، دنیا کی نعمتیں فانی اور ناپائیدار ہیں، یا تو نعمت سے فائدہ اُٹھانے والا موجود رہتا ہے اور نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے، یا نعمت باقی رہتی ہے اور انسان خود اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، صحت بھی ایسی ہی نعمتوں میں ہے، کوئی مخلوق نہیں جو بیماری سے دوچار نہ ہو، انسان و جاندار ہی نہیں، بے جان چیزوں میں بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں یہ بیماریاں بنیادی طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں: ایک وہ ہیں جن میں پھیلاؤ نہیں ہوتا، دوسری: وہ جن میں پھیلاؤ ہوتا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم کے بارے میں فرمایا: اس سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو: فرّ من المجذوم كما تفر من الأسد (بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۰۷)

یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی: لا عدویٰ ولا طيرة (بخاری کتاب الطب باب لا عدوی، حدیث نمبر: ۵۷۵۷) لیکن اس ارشاد کا منشا یہ ہے کہ بیماری از خود ایک مریض سے دوسرے مریض کو نہیں لگتی، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں سمجھا جاتا تھا؛ بلکہ بیماری کا پھیلاؤ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے، جب اللہ چاہتے ہیں تو بیماری کے جراثیم متعدی ہوتے ہیں، اور جب اللہ نہیں چاہتے، تو بیماری کا پھیلاؤ نہیں ہوتا، یہ بات مشاہدہ میں بھی آتی ہے کہ بعض دفعہ ایک متعدی بیماری میں مبتلا شخص سے کسی نے چند لمحات ملاقات کی تو وہ اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے، اور جو شخص مستقل تیمارداری کر رہا ہے، یا جو معالج اس کا علاج کر رہا ہے، وہ اس بیماری میں مبتلا نہیں ہوتا؛ اسی لئے مرض کا پھیلاؤ ظاہری سبب کے درجہ میں ہے، مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں فائدہ حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لئے اسباب کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے؛ اس لئے علاج و پرہیز دونوں کی بڑی اہمیت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری ایسی نہیں، جس کی دوا اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کی ہو (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۸۷۴) یہ اور بات ہے کہ بعض بیماریوں کے علاج کے لئے کائنات میں اللہ نے جو دوا پیدا فرمائی ہے، انسانی تحقیق کی ابھی وہاں تک رسائی نہ ہوئی ہو، اسی اعتبار سے بعض بیماریوں کو لاعلاج کہا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا علاج کرایا ہے، بعض صحابہؓ کے علاج کے لئے معالجین کو بلایا ہے، غزوۂ خندق کے بعض زخمی مجاہدین کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا، اور اپنی نگرانی میں اس زمانہ میں موجود وسائل کے اعتبار سے ان کا علاج کرایا ہے؛ اس لئے علاج پر توجہ دینا بھی ایک دینی عمل ہے، جو فقہاء کی تصریحات کے مطابق بعض اوقات واجب اور بعض مرتبہ مستحب ہوتا ہے، یہ بیماری کے سلسلہ میں اسلام کا بنیادی تصور ہے، عیسائی دنیا میں جب کلیسا کا اقتدار قائم تھا تو ان کے علماء نے فتویٰ دیا تھا کہ اگر ہیضہ یا پلیگ پھیل جائے تو اس کا علاج کرانا درست نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے منشاء میں خلل پیدا کرنا اور اللہ کی مرضی کے خلاف عمل کرنا ہے، ان کا تصور تھا کہ بیماری ہمیشہ گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے؛ اس لئے بیمار کسی ہمدردی کا مستحق نہیں ہے، یہ گویا اللہ تعالیٰ کے فیصلہ میں خلل پیدا کرنا ہے،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مگر اسلام کا تصور یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ کبھی بیماری اللہ کے عذاب کے طور پر ہو؛ لیکن ہمیشہ ایسا ہی ہو، یہ ضروری نہیں، اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بیمار نہیں ہوتے؛ خود قرآن مجید نے اللہ کے پیغمبر حضرت ایوب علیہ السلام کی پُر مشقت بیماری کا ذکر فرمایا ہے، اگر کوئی شخص گناہ گار بھی ہو تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے، مگر وہ انسان ہمدردی کا مستحق ہے، کفر سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم حضرات کے ساتھ جس حسن سلوک کا معاملہ فرمایا، حدیث وفقہ کی کتابیں ان کے ذکر سے معمور ہیں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق علاج کی فکر کرنی چاہئے، اور کوئی دوسرا شخص بیماری سے دوچار ہو تو اس کی مدد کرنی چاہئے، اس کا تعلق انسانیت کے ساتھ رحم سے ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زمین والوں پر رحم کرو تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۲۴) علاج ہی کا ایک حصہ پرہیز اور احتیاط ہے، آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر اس کا حکم دیا ہے، کتبِ احادیث میں طب وعلاج سے متعلق عنوان کے تحت اس مضمون کی روایتیں منقول ہیں۔

اس وقت کورونا وائرس کی ستم انگیزی نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے، جن قوموں کو اپنی ٹکنالوجی پر غرور ہے اور انھوں نے اپنی عقل کو خدا سمجھ رکھا ہے، وہ بھی اس ناقابل دید چھوٹے سے وائرس کے مقابلہ اپنی عجز و درماندگی کا اعتراف کر رہے ہیں، اسلام نے بیماریوں کے متعلق عمومی طور پر جو ہدایات دی ہیں، وہ اس نو پید بیماری کے سلسلہ میں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہیں، اور وہ یہ ہے کہ ہمیں مریضوں سے ہمدردی ہونی چاہئے، ان کے علاج میں معاون بننا چاہئے، اس خطرناک بیماری کا علاج دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے علاج کی ترغیب معلوم ہوتی ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔

علاج ہی کا ایک حصہ پرہیز ہے؛ اس لئے احتیاطی تدبیروں پر عمل کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وبائی امراض میں خصوصی احتیاط کا حکم فرمایا ہے، جیسا کہ اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے جذام کے مریض کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے، یہاں تک کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ جذام کے مریض کو مسلسل نہ دیکھا کرو اور جب اس سے گفتگو کرو تو تمہارے اور اس کے درمیان ایک نیزہ کا فاصلہ ہونا چاہئے: لا تديموا النظر إلى المجذومين، وإذا كلمتموهم فليكن بينكم وبينهم قيد رمح (مجمع الزوائد: ۱۰۴/۵) بنو ثقیف کا ایک وفد حاضر ہوا، اس میں ایک صاحب جذام کے مریض تھے، اس وفد نے دست مبارک پر بیعت کی، آپ نے اس مجذوم شخص کو کہا کہ میں نے تم سے غائبانہ بیعت کر لی، تم اب واپس ہو جاؤ.. إنا قد بايعناك فارجع (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۳۱) اسی احتیاط کے پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون (پلیگ) کے بارے میں ارشاد فرمایا: جب کسی علاقہ میں اس بیماری کے پھوٹ پڑنے کی اطلاع ملے تو باہر سے وہاں نہ جاؤ، اور تم اس علاقہ میں موجود ہو تو بیماری سے بچنے کی نیت سے وہاں سے باہر نہ بھاگو: إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوا عليه، وإذا وقع وأنتم بأرض فلا تخرجوا منها فراراً منه (بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۲۸) باہر سے اس علاقہ میں جانے کو اس لئے منع فرمایا گیا کہ کہیں وہ اس بیماری میں مبتلا نہ جائے؛ اس لئے کہ سبب کے درجہ میں بعض امراض متعدی ہوتے ہیں، اور جو پہلے سے وہاں موجود ہیں، ان کو باہر نکلنے سے اس لئے منع فرمایا گیا کہ سارے صحت مند شہر چھوڑ دیں تو مریضوں کو طبی امداد کیسے ملے گی، اور وہ اگر اپنے ساتھ بیماری کے جراثیم لے کر دوسرے علاقوں میں جائیں گے تو وہاں بھی یہ بیماری پھیل سکتی ہے، گویا انسان کو اپنے آپ کو بھی ایسے اسباب سے بچانا ضروری ہے اور دوسرے لوگوں

پی۔ ڈی۔ ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کو اور سماج کو بھی بچانا ضروری ہے۔

لہٰذا کورونا وائرس کے سلسلہ میں ماہرین جن باتوں سے روک رہے ہیں، اور جن احتیاطی تدابیر کی رہنمائی کر رہے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے ان پر عمل کرنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص اس بیماری میں مبتلا ہو جائے تو سماج کی اور بالخصوص اس کے متعلقین کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کے علاج کی بھرپور کوشش کریں، اور خود مریض کا فریضہ ہے کہ وہ ایسی باتوں سے بچے، جس سے دوسرا شخص متاثر ہو سکتا ہو؛ البتہ احتیاط میں اس درجہ غلو نہیں ہونا چاہئے کہ اسلامی شعائر پر عمل متاثر ہو جائے، جیسے اس وقت متعدد مسلم ملکوں میں جمعہ اور پنج وقتہ نماز سے منع کر دیا گیا ہے، اور مقدس مقامات میں بھی عبادتوں سے روک دیا گیا ہے؛ حالاں کہ ابھی پوری دنیا میں کل دو لاکھ کے قریب کیس سامنے آئے ہیں، جن میں وائرس کے پائے جانے کا صرف شبہ ہے، ان میں سے ۶۷؍ ہزار سے زیادہ صحت یاب ہو چکے ہیں، اور پوری دنیا میں بحیثیت مجموعی اس وائرس کی وجہ سے جو اموات ہوئی ہیں، ان کی تعداد 7161 ہے، کیا اس کی وجہ سے مساجد کو معطل کر دینا درست عمل ہو سکتا ہے؟ ٹرینیں اور بسیں چل رہی ہیں، سرکاری دفاتر کام کر رہے ہیں، اندرون ملک ہوائی جہاز ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں، وطن عزیز کی حفاظت کے لئے سرحدوں پر فوجیوں کی بڑی تعداد جمع ہے اور یقیناً اسے ہونا چاہئے؛ لیکن مساجد میں نمازوں کو منع کر دیا جائے، جس میں صرف چند منٹ کا وقت لگتا ہے، اور ہر نمازی پہلے وضو کرتا ہے، جس میں ہاتھ کے بشمول تمام اعضاء وضو کو اچھی طرح دھوتا ہے اور ماہرین کی اطلاع کے مطابق یہ دھونا اپنے آپ کو وائرس سے بچانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، تو کیا یہ انصاف کی بات ہو سکتی ہے؟

صحیح طریقۂ کار یہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے صابن کا استعمال کرتے ہوئے وضو کرنے اور گھروں میں سنتیں ادا کر کے آنے کی اپیل کی جائے، نماز کا وقفہ مختصر رکھا جائے، جس شخص کو نزلہ اور زکام ہو، اس سے کہا جائے کہ وہ گھر پر نماز ادا کریں، مسجد نہ آئیں، مساجد میں صفائی ستھرائی کا مکمل انتظام کیا جائے، اور نمازیوں کو ماسک پہننے کا پابند بنایا جائے؛ مگر جماعت کو موقوف کر دینا یہ علاج نہیں ہے، یہ تو بیماری ہے، روح کی بیماری اور ضعیف الاعتقادی کی بیماری، خاص کر ہندوستان جیسے ملک میں نماز کی جماعت کو موقوف کر دینا مستقبل میں بہت خراب نتائج کا سبب بن سکتا ہے۔

افسوس کہ بعض مسلم ممالک نے مسجدوں میں جمعہ اور پنج وقتہ جماعتوں پر پابندی لگا دی، اسلام کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی مثال ملے کہ مسلمانوں نے اپنے اختیار سے ایسا کیا ہو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں طاعون کا واقعہ پیش آیا، اس نے اتنی خطرناک صورت اختیار کر لی کہ بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق بعض مقامات پر تین چوتھائی لوگوں کی موت واقع ہو گئی، ظاہر ہے کہ یہ بیماری سے متاثر ہونے والوں کا بہت بڑا تناسب ہے، خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ۸۳؍ لڑکے لقمۂ اجل بن گئے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ طاعون کا مریض کورونا وائرس کے مریضوں سے کئی گنا زیادہ تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود ایسا نہیں ہوا کہ جمعہ وجماعت کو روک دیا گیا ہو، فقہاء جزئیات کو بیان کرتے وقت ایک ایک عذر کو بیان کرتے ہیں؛ لیکن اجتماعی طور پر ترک جماعت اور ترک جمعہ کے لئے بیماری کے عذر ہونے کا ذکر نہیں فرمایا، اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جن اعذار کی بنیاد پر ترک جمعہ وترک جماعت کا حکم دیا گیا ہے، وہ جواز کے درجہ میں ہے، یعنی معذور شخص جمعہ وجماعت سے غیر حاضر رہ کر گھر پر جمعہ کے بدلے ظہر اور جماعت کے بدلے انفرادی طور پر نماز ادا کر سکتا ہے، یہ حکم وجوب کے درجہ میں نہیں ہے، نماز باجماعت تو ایسا عمل ہے کہ میدان جنگ میں بھی اس کا حکم قائم رہتا ہے اور اس موقع کے لئے ایک مخصوص طریقہ کی نماز صلاۃ خوف رکھی گئی ہے، اسی طرح اس مسئلہ کو شدید بارش کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسئلہ پر قیاس کرنا بھی درست نہیں ہے؛ کیوں کہ بارش ایک یقینی و واقعی عذر ہے اور کورونا وائرس سے نمازیوں کا متاثر ہونا شبہ کے درجہ میں ہے؛ اس لئے اگر کوئی شخص اس بیماری میں مبتلا ہو چکا ہو تو اسے مسجد میں آنے سے روکا جا سکتا ہے؛ لیکن محض شبہ کی بنا پر جماعت موقوف کر دینے کے لئے یہ دلیل نہیں ہوسکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی گھبرا دینے والا واقعہ پیش آتا تو نماز کی طرف دوڑ پڑتے، اور صحابہ مسجد میں جمع ہو جاتے (بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۵۹) نہ یہ کہ مصیبت میں اصحاب ایمان نماز اور مسجد سے بھاگنے لگیں۔

غرض کہ انفرادی طور پر متاثرین کو پابند کیا جا سکتا ہے کہ وہ مسجد میں جماعت میں شریک نہ ہوں؛ لیکن اجتماعی طور پر مسجد میں جماعت جیسے اہم عمل کو موقوف کر دینا درست نظر نہیں آتا، ہمیں اس سلسلہ میں قرآن کی اس تنبیہ کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے کو روک دے، اور اس کو ویران کر دے: ومن أظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ في خرابھا (البقرہ:۱۱۴)

بحیثیت مسلمان ہمارا یقین ہے کہ بیماری اور صحت کا اصل فیصلہ کائنات کے خالق و مالک کے دربار سے ہوتا ہے؛ اس لئے ہمیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے، اور زیادہ سے زیادہ دعا کا اہتمام ہونا چاہئے، آج کل اس سلسلہ میں مختلف حضرات کی طرف سے خواب بھی بیان کئے جاتے ہیں، اور بعض خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ذکر کئے جاتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ خواب بے حقیقت ہوتے ہیں؛ لیکن یہ ضرور ہے کہ انبیاء کے سوا کسی کا خواب حجت شرعی نہیں ہے، اور ایسے مصائب میں کن آیات کی تلاوت کا اور دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے؟ اس کا ذکر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں موجود ہے، تو جس مسئلہ کا حل دلیل شرعی میں موجود ہو، اس میں ایسی چیز کی طرف توجہ دینا جو دلیل شرعی نہیں ہے، سمجھ میں نہیں آتا،

مصیبتوں سے نجات کے لئے متعدد دعائیں منقول ہیں، ان میں سے چند مختصر دعائیں یہاں نقل کی جاتی ہیں:

۱۔**استغفار کا اہتمام:** ایسے مواقع پر زیادہ سے زیادہ استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے؛ کیوں کہ وبائی بیماریاں بعض دفعہ گناہوں کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بناء پر بطور عذاب کے ہوتی ہیں، اور اس کا تدارک پورے اہتمام کے ساتھ استغفار یعنی اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہے؛ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ خوب الحاح کے ساتھ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ کے دربار میں ہاتھ پھیلائے، اور رب کریم سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگے، استغفار میں وہ کلمات اور دعائیں شامل ہیں، جن میں گناہوں پر معافی مانگنے کا مضمون آیا ہو، جیسے ایک مختصر دعا ہے: رب اغفرلي وارحمنی (اے میرے پروردگار! مجھے معاف کر دیجئے، اور مجھ پر مہربانی فرمائیے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۸۹۴)

۲۔ اللّٰھم إنی أسئلک العافیۃ في الدنیا والآخرۃ (اے اللہ! میں آپ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا طالب ہوں)

۳۔ اللّٰھم إنی أسئلک العفو والعافیۃ في دیني ودنیای وأھلي ومالی (اے اللہ! میں آپ سے اپنے دین، دنیا، اہل وعیال اور مال واسباب کے سلسلہ میں معافی وعافیت طلب کرتا ہوں)

۴۔ اللّٰھم إنی أعوذ بک من البرص والجنون والجذام ومن سیئی الأسقام (اے اللہ! میں داغ کی بیماری، جنون، کوڑھ اور دوسری خراب، تکلیف دہ بیماریوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۵۵۴)

۵۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی في الأرض ولا في السماء وھو السمیع العلیم (اللہ کے نام سے، جس کے نام کی برکت سے نہ زمین کی کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ آسمان کی، اور اللہ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں)--- حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح میں اسے پڑھے گا،

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

رات تک مصیبت سے محفوظ رہے گا، اور جو شام میں پڑھے گا، وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔

۶۔حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا کثرت سے ورد۔

۷۔لا الٰہ إلا أنت سبحانک إنی کنت من الظالمین کثرت سے پڑھنا؛ کیوں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا تھا، اس موقع پر آپ نے یہ دعا پڑھی تھی۔

۸۔صبح وشام آیت الکرسی کی تلاوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آفات سے محفوظ رہنے کے لئے اس کی تلقین فرمائی ہے، اسے پڑھ کر بچوں پر دم کیا جائے۔

۹۔صبح وشام سورۂ فاتحہ کی تلاوت؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سورۂ شفاء قرار دیا ہے۔

۱۰۔صبح وشام سورۂ فلق وسورۂ ناس کی تلاوت کرنا اور ہاتھ پر دم کر کے پورے جسم پر دم کرنا اور بچوں پر بھی دم کرنا، اس کی بھی حدیث میں تلقین کی گئی ہے۔

جن دعاؤں کا ذکر آیا ہے، اگر ان کے الفاظ کو یاد کرنا دشوار ہو تو اپنی زبان میں اس کا مفہوم ادا کر دینا بھی کافی ہے۔

۱۱۔ان اوراد واذکار کے ساتھ ساتھ کسی بھی ضرورت کے لئے ایک نفل نماز رکھی گئی ہے، جس کو نماز حاجت کہتے ہیں، حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے، اور اس پر ہمیشہ سے سلف صالحین کا عمل رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ مصائب سے نجات کا بہت ہی مجرب عمل ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کریں اور جو ضرورت درپیش ہو، اس کو ذہن میں رکھ کر دو رکعت نماز پڑھیں، اور نماز سے فارغ ہونے بعد خوب اہتمام سے اس مقصد کیلئے دعا کریں، اس کا اشارہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر ونماز کو اللہ کی مدد حاصل ہونے کا ذریعہ بتایا ہے: یاایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلاۃ -البتہ یہ انفرادی نماز ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو دوسری نمازوں کا ہے، اس کو جماعت کے ساتھ پڑھنا درست نہیں۔

نعت شریف

حفیظ محمود بلند شہری

آقاؐ کی بدولت ہے کلیوں کا یہ کھل جانا
وہ جانِ گلستاں ہیں وہ جانِ بہارانا

اُس ساغرِ عرفاں کے پینے کی تمنّا ہے
جو ساقیِ کوثر دیں از دستِ کریمانا

وہ نورِ مجسم ہیں وہ شمعِ دو عالم ہیں
قسمت کا دھنی ہے وہ جو اُن کا ہے پروانا

خائف تھا ہر اک باطل، آمد سے شہِ دیں کی
ہیبت تھی کلیسا پر لرزاں تھا صنم خانا

لاریب وہی حق ہے جو آپؐ نے فرمایا
دیگر جو عقائد ہیں، وہ دل کا ہے سمجھانا

کیا پیش کروں آقاؐ جو شان کے شایاں ہو
ناچیز دل و جاں ہیں لے لیجیے نذرانا

اے کاش مرے آقاؐ محشر میں یہ فرمائیں
یہ تو ہے حفیظ اپنا ، ہرگز نہیں بیگانا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے افکار کی عصری معنویت

جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے سابق انگریزی استاد
ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط سے ایک فکرانگیز انٹرویو

مولانافتح محمد ندوی کھجناوری

یہ انٹرویو مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کے خلیفہ اور معتمد خاص، آپ کے روحانی وارث، عظیم اسلامی اسکالر جناب ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط صاحب (سابق پروفیسر ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ) سے لیا گیا ہے، اس انٹرویو کا عنوان ''مفکر اسلام مولانا علی میاں ندویؒ کے افکار کی عصری معنویت'' ہے، جناب عباد الرحمٰن نشاط صاحب کو مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کے ساتھ سفر وحضر میں رہنے کا خوب موقع ملا، اس لئے بجا طور مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کے افکار وخیالات کو سمجھنے میں انہیں کافی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے، پھر خود عباد الرحمٰن نشاط کو علمی دنیا سے ایک طویل مدت کا تجربہ ہے پہلے آپ امریکہ میں رہے پھر مکہ مکرمہ میں بہ حیثیت استاد کے ایک لمبے وقت رہے۔ اس لئے تہذیب جدید اور اسلامی تہذیب کے مطالعہ سے ان کے افکار کو یقیناً ایک نئی جہت اور روشنی عطا ہوئی ہوگی۔ غرض عباد الرحمٰن صاحب کی عبقریت کے عنوان کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ آپ مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی کی تربیت یافتہ جماعت کے ان افراد میں شامل ہیں جن پر آپ کی خاص نظر تھی۔ آپ درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں جو دنیا بھر میں مقبول ہیں۔

سوال نمبر (۱): آپ نے ہمیں اس انٹرویو کے لئے وقت دیا ہے، اس کے لئے شکریہ، ہم آپ سے آج کی اپنی گفتگو کے ذریعہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ جو عوام میں مولانا علی میاں ندوی کے نام سے جانے جاتے ہیں، ان کی شخصیت، افکار و پیغام اور ان کی عصری معنویت کو سمجھنا چاہتے ہیں ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ آپ کا حضرت کے ساتھ پرانا اور قریبی تعلق رہا ہے، کیا آپ ہمیں حضرت مولانا سے اپنے تعلق کے بارے میں کچھ بتانا پسند کریں گے؟

جواب: ضرور! میں بھی آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے حضرت مولانا کے بارے میں گفتگو کرنے کا یہ موقع عنایت فرمایا، میں اگر حضرت مولانا علی میاں صاحب کی شخصیت پیغام اور افکار کو سمجھنے میں معاون ہوسکوں تو میں اسے یقیناً اپنے لئے خوش نصیبی کی بات سمجھوں گا، وہ میرے شیخ، مربی اور بہت بڑے محسن رہے ہیں، اسی کے ساتھ ہی وہ امت مسلمہ کے لئے بڑے فکر مند اور دردمند تھے، اور میرا احساس ہے کہ ان کے افکار اکیسویں صدی میں بھی ہمارے لئے رہنمائی کا بڑا سامان رکھتے ہیں

سوال نمبر (۲): میرا بھی یہی خیال ہے، کیا آپ اس انٹرویو کا آغاز اس سوال کا جواب دینے کے ساتھ کریں گے کہ آپ کا ابتدائی تعلق حضرت مولانا ندوی سے کب کیسے قائم ہوا؟

جواب: یہ ۱۹۴۰ء کے آس پاس کی بات ہے، میں نے ان دنوں انگریزی میں ایم اے کرنے کے بعد ایک کالج میں لکچرر کی حیثیت سے نوکری شروع کرلی تھی، اس وقت تک میں نے حضرت کا نام بھی نہیں سنا تھا، انہی دنوں میں نے ان کی کتاب ''سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری'' پڑھی اور بہت متأثر ہوا، اس کے بعد میں نے حضرت کو ایک خط لکھا جس میں میں نے اپنا مختصر تعارف بھی کرایا اور کتاب پر اپنے گہرے تأثر کا اظہار بھی کیا، حسن اتفاق کہ حضرت کے جد امجد حضرت شاہ علم اللہ اور میرے جد امجد حضرت شیخ سلطان مجددی کے درمیان

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایک روحانی رشتہ بھی نکل آیا، دونوں بزرگ حضرت آدم بنوری (خلیفہ حضرت مجدّد الف ثانی) کے خلیفہ تھے، حضرت کے یہاں ایسی نسبتوں کا بڑا لحاظ تھا، شاید یہی وجہ رہی ہو کہ حضرت نے نہ صرف میرے خط کا فوراً جواب دیا، بلکہ مجھے اپنے یہاں آنے کی دعوت بھی دی، میں نے اسے اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھا، اور ۱۹۷۲ء میں اپنے عم زاد محترم مہدی حسن صاحب کی معیت میں رائے بریلی تکیہ میں حاضر ہو کر حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، میں نے اپنی کتاب ''حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۔نقوش حیات'' میں یہ ساری تفصیلات جمع کردی ہیں۔

سوال نمبر (۳): کیا اس بات کے علاوہ کوئی اور بات بھی تھی جو آپ کے حضرت مولانا سے رشتہ کی مضبوطی کا باعث بنی؟

جواب: جی ہاں! اس کی ایک دوسری وجہ بھی تھی اور اس میں میری درخواست ہے کہ اس کو آپ میری ذات کی طرف منسوب کرنے کے بجائے حضرت مولانا کی فکر کے پس منظر میں سمجھنے کی کوشش کریں، ان دنوں میں امریکہ تعلیم حاصل کرنے کی نیت سے جانے کا ارادہ کر رہا تھا اور حضرت کا یہ ذوق تھا کہ بامقصد مسلم نوجوان مغرب کے اداروں میں تعلیم حاصل کر کے اپنے اندر یہ استعداد پیدا کریں کہ وہ اسلام کے خلاف مغرب کی فکری یورش کا مقابلہ کرسکیں اور مغرب زدہ مسلمانوں کی ذہنی بے چینی کو بھی دور کرسکیں، انہوں نے امریکہ جا کر تعلیم حاصل کرنے کے سلسلہ میں میری بڑی ہمت افزائی کی اور مجھ سے فرمایا کہ میں اس کے لئے اسلام کی خدمت کی نیت کرلوں، انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ آج جو ناموس رسالت پر دست درازیاں ہو رہی ہیں، ان کا مقابلہ کرنا نہ صرف جہاد بلکہ افضل عبادت ہے، خدا کرے تمہیں اس کا شرح صدر ہو جائے، اس بات سے حضرت کی فکر کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے، وہ امت مسلمہ کے ہر فرد کو اللہ کا سچا بندہ اور اسلام کا بامقصد سپاہی بنانا چاہتے تھے اور ہر محاذ پر مسلمانوں کی نمائندگی کو ضروری سمجھتے تھے۔

سوال نمبر (۴): امریکہ چلنے جانے کے بعد آپ کا حضرت سے تعلق کیسا رہا؟

جواب: میں حضرت سے پہلی بار ۱۹۷۲ء میں ملا تھا اور ۱۹۷۳ء کے آغاز میں امریکہ چلا گیا تھا، الحمدللہ اس زمانے سے حضرت کے انتقال تک میں نے ان سے مضبوط تعلق قائم رکھا، میں جہاں بھی رہا انہیں پابندی سے خط لکھتا رہا، جب بھی ہندوستان آیا ان کی خدمت میں حاضری ضرور دی، زندگی کے ہر اہم موڑ پر ان سے مشورہ ضرور کیا، اور اپنی باطنی اصلاح کے لئے ان کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کی، میں نے ۱۹۷۶ء میں حضرت سے بیعت کر کے ان سے اپنی اصلاح و تربیت کا تعلق قائم کرلیا تھا۔

سوال نمبر (۵): جب آپ امریکہ سے تعلیم مکمل کر کے ملازمت کے سلسلہ میں مکہ مکرمہ آگئے تو حضرت مولانا سے آپ کے تعلق میں کس نوعیت کی تبدیلی سامنے آئی کیا آپ نے مکہ مکرمہ میں نوکری کے سلسلہ میں حضرت سے مشورہ بھی کیا تھا؟

جواب: میں نے ۱۹۸۱ء میں اپنی پی ایچ ڈی مکمل کرلی اور اس کے بعد جب فوراً مکہ مکرمہ سے ام القری یونیورسٹی نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے مجھے اپنے یہاں نوکری کا آفر دیا تو میں نے اسے قبول کرلیا اور ساری باتیں حضرت مولانا کو لکھ کر ان سے مشورہ کا طالب ہوا، حضرت کا جو جواب آیا تھا میں اسے آپ کے اور اس انٹرویو کے پڑھنے والوں کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس سے ہمیں ان کی سوچ کا کچھ اندازہ ہوسکے، حضرت پڑھے لکھے مسلم نوجوانوں کے مڈل ایسٹ ممالک یا مغربی ممالک میں بہتر معاشی زندگی کی تلاش میں جا کر نوکری کرنے کے حق میں نہیں تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ پڑھے لکھے مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں ہی رہ کر وہاں کے دینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کام کریں، انہوں نے جواباً مجھے لکھا کہ اگرچہ وہ اپنے احباب کی عرب ممالک میں نوکری کرنے کے سلسلے میں ہمت افزائی نہیں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کرتے تاکہ وہ اپنے ممالک میں ہی دینی کاموں کو مضبوط کرسکیں، لیکن انہوں نے مجھے مکہ مکرمہ جاکر نوکری کرنے کی بہت خوش ہوکر اجازت دی اور اس کی وجہ بھی بیان کردی، کہ ''آپ ابھی سے یہ نیت کریں کہ وہاں کے ذہین اور ہونہار جوانوں کو جن میں سے اکثر کا تعلق شعبہ انگریزی وادبیات سے ہوتا ہے، متأثر اور فیض یاب کرنے کی کوشش کریں گے''۔ (نقوش حیات صفحہ ۶۴)

چنانچہ جب میں مکہ مکرمہ اپنی نوکری کے سلسلے میں پہنچا تو میرے سامنے وہ مقصد تھا جس کی صراحت حضرت مولانا نے فرمائی تھی اور الحمدللہ کہ وہ مقصد ہمیشہ میرے سامنے رہا۔

سوال نمبر (۶): مکہ مکرمہ میں آپ کے قیام کے دوران، آپ کے حضرت مولانا سے تعلق کی کیا نوعیت رہی؟

جواب: حضرت کا سعودی عرب کا کثرت سے سفر ہوتا تھا اور ہر سفر میں مکہ مکرمہ کا کئی دن کا قیام لازم تھا، جہاں مجھے خدمت میں حاضری کا موقع ملتا رہتا تھا، میں ان کے جدہ اور مدینہ منورہ کے قیام کے دوران بھی وہاں حاضر ہونے کی کوشش کرتا تھا، پھر حضرت بھی ازراہ لطف وکرم مکہ کے ہر سفر میں بلا ناغہ ایک بار میرے غریب خانہ پر ضرور تشریف لاتے تھے، مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران میں نے حضرت کی کئی کتابوں کے انگریزی میں ترجمے بھی کئے اور سعودی عرب اور اس کے باہر حضرت کی تصنیفات کی اشاعت میں ان کے دوسرے رفقاء کے ساتھ بھی شامل رہا، اس طرح مجھے حضرت کی فکر کو سمجھنے کا بہتر موقع بھی ملا اور حضرت سے استفادہ کا موقع بھی۔

حضرت مولانا ندوی کی شخصیت

سوال نمبر (۱): اب ہم اپنے انٹرویو کے دوسرے حصہ میں داخل ہورہے ہیں، یہاں ہم حضرت مولانا علی میاں ندوی کی شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، کیا آپ حضرت کی شخصیت پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

جواب: آپ کا یہ سوال بہت مشکل ہے، آپ بھی مجھ سے اس بات پر اتفاق کریں گے کہ حضرت مولانا ندوی کی شخصیت میں ایک غیر معمولی ہمہ جہتی تھی، وہ بیک وقت مصنف بھی تھے اور مقرر بھی، سالک بھی تھے اور شیخ طریقت بھی، مفکر بھی تھے اور انتظام عالیہ کے ماہر بھی اور یہ فہرست بہت طویل ہوسکتی ہے، اس لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی گفتگو کو منظم رکھنے کے لئے ان کی شخصیت کے کسی ایک پہلو سے بات شروع کریں اور پھر ایک ایک کرکے دوسرے پہلوؤں پر گفتگو کریں۔

سوال نمبر (۲): حضرت مولانا کی شخصیت کی بنیادی تعمیر کس نہج پر ہوئی تھی وہ کون سے سوتے تھے جنھوں نے ان کی اس فکر کی آبیاری کی جس نے انہیں ''مفکر اسلام'' بنایا؟

جواب: حضرت مولانا پر اکثر لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ ان پر ان کی والدہ محترمہ بی بی خیر النساء بہتر اور ان کے بڑے بھائی ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی کی فکر وتربیت کا بہت گہرا اثر تھا، پھر ان پر ان کے اساتذہ کرام کا اثر پڑا اور ان بزرگان دین کا بھی جن سے انہوں نے استفادہ کیا، وہ عربی، فارسی اور اردو (اور انہی تین زبانوں میں اسلام کا قیمتی لٹریچر محفوظ ہے) بہت اچھی جانتے تھے اور اس طرح انہوں نے اسلام کا بہت گہرا مطالعہ کیا تھا، وہ انگریزی سے بھی بقدر ضرورت استفادہ کرتے تھے، انہوں نے اسلامی تحریکوں اور انفرادی طور پر اسلامی مفکروں کے افکار کا بھی گہرا مطالعہ کیا تھا اور عالمی تہذیبوں، خصوصاً مغربی تہذیب کی تاریخ سے بخوبی واقف تھے، پھر عالم اسلام کی ان عصری شخصیتوں سے ان کو ذاتی طور پر ملنے کا اور ان سے تبادلہ خیال کا موقع ملا تھا جن کی فکر نے موجودہ زمانہ پر اثر ڈالا تھا، اس طرح ان کے مطالعہ اور ذاتی تجربہ میں بہت وسعت اور گہرائی پیدا ہوگئی تھی، وہ ذہین تھے اور بات سمجھنے کی بڑی صلاحیت رکھتے تھے، ان سب باتوں نے مل کر ان کی فکری تعمیر کی، لیکن جس فکر کو لے کر وہ میدان عمل میں آئے وہ اب ان کی اپنی فکر تھی جس کے ذریعہ وہ حالات حاضرہ میں اسلام کی معنویت قائم کرنا چاہتے تھے، انہوں نے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایک بار مجھ سے خود یہ بات کہی بھی تھی۔

سوال نمبر (۳): مولانا ندوی کی فکر اسلامی کے بنیادی عناصر کیا تھے؟

جواب: ایک بات تو یہ تھی کہ ان کی فکر اور سلف صالحین کی فکر میں ایک مثبت اور صحت مندانہ ہم آہنگی تھی، وہ ان سب اکابرین کی کوششوں کو ان کے اپنے زمانہ کے پس منظر میں دیکھتے تھے، اور انہیں قدردانی کی نگاہ سے دیکھتے تھے، وہ ان کی کوششوں کو دور حاضر کے پیمانے پر نہیں جانچتے تھے، انھوں نے اس طرز فکر کی اسلامی دعوت وعزیمت کی ایک چمکتی ہوئی تاریخ مسلمانوں کے سامنے لاکر رکھ دی۔ ان کی فکر کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ وہ کسی ایک مخصوص دینی کام کی سرپرستی میں یہ غلو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کام کے علاوہ دوسرے سب کام کم تر اور حقیر ہیں، وہ فرماتے تھے کہ شریعت مطہرہ کے دائرہ کے اندر اسلامی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے سب کام ضروری ہیں اور انہیں سمجھ داری اور اخلاص سے سرانجام دینا چاہئے۔ تیسری اہم بات یہ تھی کہ ان کی فکر میں ہم عصریت تھی، وہ اسلام کو درپیش جدید چیلنجز سے آنکھیں نہیں چراتے تھے، اوربیسویں صدی میں اسلام کی معنویت پر پورا اعتماد رکھتے تھے، اور آخری بات ان کی فکر کی خصوصیت کی یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو آگے بڑھ کر انسانیت کی قیادت کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے انگیز کرتے تھے، یہ پیغام نہایت واضح طور پر ان کی تحریر وتقریر میں ملتا ہے، دیوبند کے سوسالہ جشن کے موقعہ پر ان کی معرکۃ الآراء تقریر کو جب چھاپا گیا تو اس کا عنوان یہ قرار پایا ''زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بن کر جیو'' اس کا انگریزی ترجمہ میں نے جب کیا تو اس کا عنوان یہ طے پایا:

Live to lead, A Cal to indian Muslims

سوال نمبر (۴): جب مولانا ندوی نے اپنی انفرادی فکر کی واضح خطوط پر نشوونما کی اور اپنی تحریر وتقریر میں اسے امت مسلمہ کے سامنے پیش بھی کرتے رہے تو دوسرے مفکرین اسلام میں سے چند سے ان کا اختلاف بھی ہوا ہوگا، ایسے میں کیا صورت حال پیش آئی؟

جواب: جی ہاں کچھ افراد یا جماعتوں سے ان کا اختلاف بھی رہا، لیکن انہوں نے ایسے اختلاف رائے کو ٹکراؤ کی حد تک کبھی نہیں بڑھنے دیا، ان کا زندگی بھر مختلف الفکر حضرات سے خیر سگالی اور باہمی تعاون واعتماد کا مخلصانہ تعلق بھی قائم رہا، آپس میں ایک دوسرے سے بلا تکلف ملنا جلنا بھی رہا، مشورہ کا رشتہ بھی قائم رہا، اور ضرورت پڑنے پر کسی دینی مقصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا بھی ہوا۔

سوال نمبر (۵): کیا ایسے اختلافات کا کچھ منفی اثر بھی امت مسلمہ پر پڑا؟

جواب: ایسے اختلافات ایک زندہ قوم کے لئے ناگزیر ہیں اور ان کی وجہ سے امت مسلمہ کے لئے ایک صحت مندانہ فکر کے پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے، نقصان پرخلوص اختلاف کی وجہ سے نہیں ہوا کرتا، نقصان نفسانیت کی وجہ سے ہوتا ہے، میں نے یہ ہمیشہ دیکھا کہ اختلاف رکھنے والی جماعتیں بھی حضرت مولانا کو اپنے یہاں بلاتی تھیں، اور جب وہ ان کے درمیان اپنی بات اور اپنی فکر پیش کرتے تھے تو کارکن اور سامعین اسے قدر کے ساتھ سنتے تھے۔

دیکھئے اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس راستہ کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے، یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ ایک مفکر کی نگاہ میں کوئی اختلاف رائے کی بات اگر ملت اسلامیہ کے مفاد کے نقطۂ نظر سے ضروری ہو تو وہ اسے اپنے ذہن میں خاموشی کے ساتھ دفن کردے اور اختلاف کے نقصان کے پیش نظر اس کا کہیں اور کسی سے ذکر نہ کرے، بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ جہاں اختلاف رائے ضروری ہو وہاں اس کا اظہار کردیا جائے لیکن ٹکراؤ کی نوعیت نہ پیدا ہونے دی جائے۔

سوال نمبر (۶): حضرت اس بات کو کیسے نبھاتے

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھے کہ ان کا بعض فکر سے اختلاف بھی ہو، اور پھر اس فکر کے حاملین سے خیرسگالی اور اعتماد کا تعلق بھی ہو؟

جواب: حضرت کا اس سلسلہ میں طریقہ کار یہ تھا کہ جس فرد یا جماعت سے ان کا جو اختلاف تھا وہ اپنے اختلاف کا اظہار اسی شخص سے یا اسی جماعت کے کسی پروگرام میں کرتے تھے، ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ مثلاً جس فرد یا جماعت کی کسی مخصوص فکر سے انہیں اختلاف تھا، اس کو وہ عمومی خطاب میں یا ان سے اختلاف رکھنے والے دوسرے افراد یا جماعتوں کے پروگراموں میں موضوع سخن بنائیں اور وہاں اس اختلافی مسئلہ کو اٹھائیں، حتی الامکان وہ اس کا بہت اہتمام کرتے تھے۔

سوال نمبر (۷): مولانا علی میاں ندوی ایک عالمی شخصیت کے مالک تھے، انہوں نے دنیا کے اہم ممالک کا دورہ کیا اور عالمی سطح پر اپنی فکر پیش کی لیکن یہ دیکھنے میں آیا کہ نہ ان کی فکر سے اختلاف رکھنے والوں نے کبھی ان کے کسی بیان کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا اور نہ کبھی انہیں اپنی بات پر معذرت پیش کرنے کی یا اسے واپس لینے کی ضرورت پیش آئی، ایسا کیوں کر ممکن ہوا؟

جواب: اس کا جواب اوپر دیا جاچکا ہے، وہ اپنی بات کی تصدیق کی بنیاد قرآن وحدیث کے مانے ہوئے اصولوں پر رکھتے تھے اور تاریخ کے صفحات سے اس کی نظیر پیش کرتے تھے، اس لئے دوسرے یہ سمجھ لیتے تھے کہ وہ ان سے کیوں اختلاف کررہے ہیں، پھر اس کے پیچھے ان کا اخلاص کام کرتا تھا جسے ان کے پڑھنے والے اور سننے والے محسوس کرتے تھے اور اس کی قدر کرتے تھے، دیکھا یہی گیا ہے کہ عالمی سطح پر عوام وخواص کے دلوں میں ان کے لئے غیر معمولی محبت پیدا ہوگئی تھی جو کبھی محبت کی شکل میں سامنے آئی تو کبھی اعزاز واکرام کی شکل میں۔

سوال نمبر (۸): کیا آپ اس کی چند مثالیں پیش کرسکتے ہیں؟

جواب: میرے سامنے اس کی مثالیں اتنی کثرت سے ہیں کہ ان کے ذکر کے لئے ایک علاحدہ مضمون چاہئے، مگر میں مختصراً یہاں چند واقعات کا ذکر کرتا ہوں: ندوہ کے پچاس سالہ جشن کا موقعہ تھا، اس وقت پوری دنیا کے ممتاز علماء اور مفکرین خصوصاً علمائے عرب اسٹیج پر جمع تھے، مثلاً مکہ مکرمہ کے حرم کے امام، مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے امام، اور بیت المقدس کی مسجد کے امام، اب مسئلہ یہ تھا کہ ان میں سے کن کو پروگرام کی صدارت کے منتخب کیا جائے، سب کا اتفاق امام حرم مکی شیخ سبیّل کے نام پر ہوا اور حضرت مولانا نے میزبان خصوصی کی حیثیت سے ان کا اعلان کرکے شیخ محترم سے صدارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہونے کی درخواست کی، وہ مائک پر آئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ جس مجلس میں شیخ ابوالحسن علی ندوی موجود ہوں اس میں میں صدر کی کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا، یہ اعزاز بس انہی کو زیب دیتا ہے، چنانچہ حضرت مولانا کو ہی صدارت کرنی پڑی۔ شیخ علی طنطاوی کا نام پوری عرب دنیا میں مشہور ہے، وہ اپنے وقت کے سب سے مہنگے عرب مصنف تھے، اور لکھنے پڑھنے کے ایسے شائق اور اتنے مشغول کہ ان کے یہاں جاکر ملنے کے لئے وقت لینا بھی انتہائی دشوار تھا، ایک بار جب انہیں حضرت مولانا کے مکہ مکرمہ میں قیام کی اطلاع ملی تو وہ ازراہ شوق خود ملنے کے لئے حضرت کی قیام گاہ پر اپنے چند رفقاء کے ساتھ تشریف لے آئے، مجلس کے اختتام پر ان کے ایک رفیق نے حضرت مولانا سے کچھ ناصحانہ کلمات کہنے کی درخواست کی، حضرت نے یہ درخواست شیخ طنطاوی کی طرف یہ کہتے ہوئے پھیر دی کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں، وہ ہی کچھ فرمائیں، شیخ طنطاوی نے برجستہ فرمایا ''یا سیدی! الکبیر امامک الصغیر'' (اے میرے بڑے، بڑے سے بڑا بھی آپ کے سامنے چھوٹا ہے) مگر انہوں نے پھر حضرت کے فرمانے پر سامعین کو مختصراً کچھ ناصحانہ کلمات کہے۔ اسی طرح ایک بار جب خانہ کعبہ کو رابطہ عالم اسلامی کے مہمانوں کے لئے کھولا گیا تاکہ وہ اس کے اندر داخل ہوکر زیارت وعبادت کرسکیں، تو اچانک ایسا ہوا کہ شیخ شیبی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(خانہ کعبہ کے کلید بردار) اور ملک سعود کے پوتے شہزادہ سموّالامیر شعل بن محمد بن سعود خود حضرت مولانا کو لے کر خانہ کعبہ کے دروازہ تک آئے اور وہاں پہنچ کر شیخ شیبی نے خانہ کعبہ کی کنجی بیت اللہ شریف کے دروازے پر رکھ دی اور حضرت سے کہا ''شیخ آج آپ خود اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی اندر داخل ہوں گے اور ہم سب آپ کے پیچھے ہوں گے، چناں چہ ایسا ہی ہوا اندر داخل ہونے کے بعد شہزادہ مشعل نے حضرت سے اجتماعی دعا کرانے کی درخواست کی، حضرت نے بہ آواز دعا کرائی اور سب نے اس پر آمین کہی، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ واقعہ اس لئے غیرعمولی مانا گیا کہ یہ پہلی بار ہوا کہ بیت اللہ شریف کی کنجی اس طرح کسی کو پیش کی گئی، ورنہ ہمیشہ یہی معمول رہا ہے کہ چاہے مہمان سعودی مملکت کا بادشاہ ہو یا کسی دوسری مملکت کا سربراہ، دروازہ ہمیشہ خانہ کعبہ کے کلید بردار شیخ شیبی ہی اپنے ہاتھ سے کھولتے ہیں، شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے احترام میں ہے جو آپ نے شیخ شیبی کے جد امجد کو فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ شریف کی کنجی اپنے ہاتھوں سے سونپتے ہوئے فرمائی تھی، یہ کنجی ہمیشہ تمہارے خاندان میں رہے گی اور جو کوئی تم لوگوں سے یہ کنجی لے لے گا وہ شقی ہوگا۔

سوال نمبر (۹): واقعی یہ بہت بڑا شرف ہے جو حضرت مولانا کے حصے میں آیا ؟

جواب: جی ہاں، چھوٹی بڑی ایسی کتنی ہی باتیں ہیں جوان کی زندگی کی داستاں میں بکھری ہوئی ہیں، مثلاً دبئی کی حکومت نے جب حضرت کو ان کی دینی خدمات کے لئے ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے اپنے یہاں ایک مؤقر تقریب کا اہتمام کیا تو حضرت نے صحت کی کمزوری کی بنا پر اس میں شرکت سے معذرت کر لی، اس پر دبئی کے حکمراں نے باصرار حضرت کو اس پر راضی کیا کہ دبئی سے ایک خصوصی طیارہ لکھنؤ ایئر پورٹ تک ہندوستان کی حکومت کی خصوصی اجازت سے آئے گا، جس میں حضرت کی طبی دیکھ بھال کے لئے ڈاکٹر موجود ہوں گے، وہ طیارہ حضرت کو دبئی لے کر جائے اور وہاں ان کی تقریب میں شرکت کے بعد ان کی اسی طرح لکھنؤ واپسی کا انتظام کرے، چنانچہ اس پر عمل ہوا۔

سوال نمبر (۱۰): واقعی ایسا لگتا ہے کہ حضرت کے لئے یہ محبت وعزت اللہ تعالی نے ہی لوگوں کے دل میں عالمی سطح پر پیدا کر دی تھی؟

جواب : جی ہاں اگر ایسے واقعات کو یکجا کر لیا جائے تو یہ ایک دلچسپ، سبق آموز اہم بلکہ غیر معمولی دستاویز ہوگی۔

[باقی آئندہ]

اعلان ملکیت

FARM-IV, RULE-VIII

ماہنامہ ارمغان ولی اللہ

پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

مقام اشاعت: جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

مدت اشاعت: ماہنامہ

ایڈیٹر کا نام: وصی سلیمان ندوی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: پھلت ضلع مظفر نگر یوپی

پرنٹر پبلشر کا نام: محمد ادریس قریشی

قومیت: ہندوستانی

پتہ: پھلت ضلع مظفر نگر یوپی

مالک: جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)

میں (محمد ادریس قریشی) تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا امور میرے علم ویقین کے مطابق صحیح ہیں۔

محمد ادریس قریشی ۲۰۲۰/۳/۱۵ء

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

ایک ہسپانوی نو مسلم

جناب خالد سے ایک ملاقات

پیشکش: احمد اوّاہ ندوی

پیشکش :احمد اوّاہ ندوی

ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں بالکل اکیلا اسپین کے شہر بالینسیا میں واقع ایک ڈسکو کلب میں شراب پی رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے نزدیک موجود لوگوں کو غور سے دیکھ رہا تھا، اپنی زندگی کے بارے میں سوچتے ہوئے میرے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ میری اور میرے گرد موجود لوگوں کی زندگی کتنی خشک اور خالی ہے، اور میں اپنی زندگی کا مقصد سوچ رہا تھا۔ میں اکثر زندگی کے دکھوں اور دیگر ذہنی پریشانیوں سے بچنے کے لیے الکوحل اور شراب کے نشے میں پناہ لینے کی کوشش کرتا تھا اور اپنا پیسہ اسی طرح ڈسکو اور نائٹ کلبوں میں خرچ کرتا تھا۔

ہمیں بچپن سے جو بات بتائی جاتی ہے کہ یہ دنیا محض ایک حادثہ کا نتیجہ ہے اس بات پر میرا یقین نہیں ٹھہرتا تھا اور میں ہمیشہ سے یہ سوچتا تھا کہ کوئی ایسی ذات ضرور موجود ہے جو ہم سب سے اعلیٰ اور بلند ہے، میں نے محسوس کیا کہ مجھے کسی اور ایسے راستہ کی تلاش کرنی چاہیے جو کہ اس دنیا کے خالق و مالک کا راستہ ہے جس نے اس ساری کائنات میں موجود اشیاء کو بالترتیب بنایا ہے اور جس کے حکم سے انسانیت کا وجود ہے اور ہمارے اندر عقل و دماغ موجود ہیں۔

جو مذہب میرے والدین نے مجھے سکھایا تھا وہ میرے روحانی سوالات کا جواب نہیں دیتا تھا اور میں کسی ایسی چیز کو بنیاد نہیں بنا سکتا تھا جو تضادات سے بھرپور ہو، ان تضادات کی وجہ تاریخ انسانیت میں آسمانی صحائف میں ہونے والی تبدیلیاں ہیں میں کسی ایسی چیز کو بنیاد نہیں بنا سکتا تھا جس کو انسانوں نے بنایا ہو اور اس میں غلطیوں کا امکان بھی موجود ہو، خدا کے سامنے عبادت کرنے کے ساتھ ہاتھ سے بنی ہوئی تصاویر کی عبادت کرنے والی بات بھی میری عقل سے بالاتر تھی۔ میرے اندر موجود روحانی خلاء کو پُر کرنے کے لیے میں جن چیزوں کا استعمال کرتا تھا ان سے مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ مجھے مزید خالی و کھوکھلا کرتی جاتی تھیں اور میرے اندر اعتماد کی کمی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا اور ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلتا کہ میں مزید پریشان اور دکھی ہوتا چلا گیا۔

اپنی نوجوانی کے دوران میرا عربی دوستوں سے بہت واسطہ رہا، وہ سب میرے بہت اچھے دوست تھے لیکن میں نے کبھی ان سے دین اسلام کے بارے میں معلومات نہیں لیں اور نہ ہی یہ بات میرے ذہن میں آئی تھی، میں نے بدھ مت، ہندومت سمیت دنیا کے دیگر مذاہب کے بارے میں تحقیق کی، لیکن اسلام کے بارے میں کبھی نہیں سوچا اور نہ ہی یہ چیز میرے ذہن میں آئی، اسلام کے بارے میں میرے اندر کچھ ایسے خیالات موجود تھے جن کی وجہ سے اسلام کے بارے میں سوچنے کا دور دور تک خیال ہی نہ آیا۔

لیکن ایک دن مجھے ایک مراکشی بھائی ملا تو میرے اندر تجسس پیدا ہوا، کیونکہ اس کا چال چلن اور اس کا زندگی کے مسائل کو حل کرنے کا ایک مخصوص طریقہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس سے ایسے سوالات کرنے شروع کر دیے جو عام طور پر ایک جاہل کافر کرتا ہے۔ سوالات کا جواب دیتے وقت میری طرف سے اس کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ مجھ جیسے ضدی اور بے عقیدہ انسان کو منانا آسان کام نہیں تھا۔

میرے اس رویہ کے سامنے اس نے ہمیشہ سکون اور سنجیدگی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کا مظاہرہ کیا، میں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ وہ مجھ سے نہ جیت سکے۔ میں ہمیشہ یہ سمجھتا تھا کہ میری بات صحیح ہے اور میں اگلا سوال کرنے سے پہلے تھوڑا وقفہ چھوڑ دیتا تھا، اصل میں میری مزاحمت سچ کے سامنے جھوٹ کے علاوہ کچھ اور نہ تھی، کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ سچ کو پہچاننا اور ماننا کافی مشکل ہے (سچ کڑوا ہوتا ہے)، اور اسلام کو صحیح طریقہ سے سمجھانا بھی کوئی آسان کام نہیں تھا۔ تو ہوا یہ کہ آہستہ آہستہ میری دلچسپی میں اضافہ ہوتا گیا لیکن ہمیشہ میں نے اپنی مزاحمت کو برقرار رکھا۔ کچھ مہینوں کے بعد میں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا اور شراب پینی بھی چھوڑ دی کیونکہ میرے اندر ایک تبدیلی آچکی تھی اور اب میں ان چیزوں کو اپنا دشمن تصور کرتا تھا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیدائش کے وقت ہم سب کا دین اسلام ہی ہوتا ہے (لیکن بعد میں والدین کوئی اور راستہ سکھا دیتے ہیں) اور جب میں نے اسلام کو اپنے دل پر اثر انداز ہوتے ہوئے دیکھا تو اس وقت صرف یہ ہوا کہ میں اپنے اصلی دین کی طرف واپس پلٹ آیا جس پر میں پیدا ہوا تھا، میں نے اپنے اسلام کو دوبارہ پا لیا اور اسی وجہ سے ہوش وحواس کے سات میرا جسم ان چیزوں (شراب وخنزیر) سے نفرت کرنے لگ گیا، اس کے علاوہ بہت سارے اسلامی رسم ورواج میرے اندر پہلے سے موجود تھے، خدا کو ہمیشہ میں واحد جانتا تھا تثلیث کے عقیدہ پر میرا ایمان نہ تھا، میرا یقین تھا کہ خدا کی کوئی جنس یا تعداد نہیں ہوسکتی، میں خدا کو مذکر یا مونث نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی میں خدا کے بارے میں یہ تصور کرتا تھا کہ وہ کوہ قاف کے کسی اونچے خاندان کی ایک باریش اور قوی ہیکل شخصیت ہے۔

اصل اور سچے اسلام تک پہنچنے کے لیے مجھے ان تمام غلط اور جھوٹے اعتراضات کا رد کرنا پڑا، جو عام طور پر اسلام سے منسوب کیے جاتے ہیں اور ان پر میں اپنے بچپن کے معصوم دور سے اب تک یقین کرتا آیا تھا۔ جب میں نے یہ سب کچھ سوچا تو مجھے دلی طور پر گہرا دکھ پہنچا۔ کیونکہ میرے معاشرہ نے اتنا عرصہ اسلام کو غلط پیش کیا اور میں سچ تک نہ پہنچ سکا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ انسانی زندگی کا ایک فلسفہ اور مکمل ضابطہ ہے، اور یہ انسان کو اس کی زندگی میں پیش آنے والے ہر کام میں مدد کرتا ہے۔ الغرض اسلام ایک تہذیب کا نام ہے، اس مراکشی بھائی سے اتنی لمبی گفتگو کے بعد اب میں نے اس حقیقت کو تسلیم کرنا شروع کر دیا کہ میں اور میرے عزیز واقارب سب غلط تھے۔

میں نے اپنے یقین کو مکمل کرنے کے لیے یکم اگست 1997 کو زندگی میں پہلی مرتبہ ایک مسجد جانے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اپنے اس مراکشی بھائی کو کہا کہ وہ مجھے ساتھ لے کر جائے تاکہ میں جان سکوں کہ وہاں جا کر میں اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتا ہوں میں اپنے اس دن کو مکمل تفصیلات کے ساتھ تاحیات یاد رکھوں گا، میں اپنے ان جذبات کا اظہار الفاظ میں نہیں کر سکتا جو مسجد میں داخلہ کے وقت میرے اندر موجود تھے۔ مجھے میرے مراکشی دوست نے مسجد میں نماز کی جگہ دکھائی اور میں نے اذان بھی سنی اس کے بعد ہم امام مسجد کے حجرہ کی طرف آئے، اس وقت نمازِ ظہر کا وقت تھا اور جمعہ کا دن تھا اس لیے امام نے مجھے کہا کہ تم یہاں کمرہ میں رہو اور نمازِ جمعہ کے بعد بات کریں گے۔ امام کے کمرہ میں اس طرح بیٹھا کہ مجھے ساری مسجد کا منظر نظر آ رہا تھا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سب لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان کو نماز پڑھتے دیکھ کر میرے ایمان میں مکمل مضبوطی آگئی۔ میرے اندر اس وقت جو جذبات تھے ان کو کاغذ پر بیان کرنا ممکن نہیں، خاص کر جب اذان ہوئی تھی اور جب سب لوگ مل کر آمین کہتے تھے! اس وقت میں سمجھ چکا تھا کہ میں اب مسلمان ہوں۔

بعد میں امام سے گفتگو ہوئی میرے ساتھ (Begoña) نامی ہسپانوی لڑکی اور دو مزید ہسپانوی نوجوان موجود تھے جو قبولِ اسلام کے لیے آئے ہوئے تھے، امام ہم سب کو اسلام کے بارے میں بتا رہا تھا، بتانے کے بعد امام نے اس لڑکی سے پوچھا کہ وہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام میں داخل ہونا چاہتی ہے؟ تو وہ لڑکی آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے میرے سامنے اسلام میں داخل ہوئی۔ وہ جذبات سے رو رہی تھی لیکن سچ یہ ہے کہ میں بھی رونے کے بالکل قریب تھا۔ اس لڑکی کا چہرہ نور سے روشن تھا۔ یہ پرسکون واقعہ میرے لیے بہت ہی مددگار ثابت ہوا اوراس نے میرے یقین کو مزید تقویت دی۔

میں نے یہ دیکھا کہ اسلام زندگی میں پیش آنے والے ہر قسم کے سوالات کا جواب دیتا ہے، میں کچھ مثالیں پیش کروں گا۔

اسلام ہماری سمجھ میں نہ آنے والے تمام سوالات کا جواب دیتا ہے، اسلام میں جانوروں اور نباتات کے حقوق کے بارے میں قانون موجود ہیں، اسلام سائنس کا ساتھ دیتا ہے جب کہ عیسائیت اس کے خلاف ہے۔ قرآن میں موجود پانی سے زندگی کے وجود میں آنے والی بات نے مجھے بہت حیران کیا۔ اس کائنات کی تخلیق کے بارے میں قرآن میں موجود معلومات جس کو سائنس دانوں نے ابھی دریافت کیا ہے اور BIG BANG THEORY اس کا نام رکھا ہے اس نے بھی مجھے بہت حیران کیا، ماں کے پیٹ کے اندر بچے کی پیدائش کے بارے جو معلومات قرآن کے اندر موجود ہیں اس نے بھی مجھے کافی حیران کیا۔ قرآن میں بچے کی پیدائش کا ہر مرحلہ اور اس کے دنوں کا حساب بھی موجود ہے جن کی موجودہ سائنس نے تحقیق اور توثیق کی ہے، قرآن مجید کی ان آیات کو پڑھ کر میں بہت متاثر ہوا۔

اس دن کے علاوہ مزید دو دن میں امام صاحب سے سیکھنے اسی مسجد جاتا رہا، اور وہ وقت آیا جب 4 اگست 1997 کو شام 5 بج کر 50 منٹ پر میں نے قبولِ اسلام کا اعلان کیا۔ اس کے بعد بہت سارے مسائل پیدا ہوئے جن کا ہر اسلام قبول کرنے والے کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے زیادہ دکھی مسائل عموماً گھر والوں اور دوستوں کے ساتھ ہوتے ہیں، لیکن اگر ہمارے اندر پختہ یقین موجود ہو تو یہ سب کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، یہ مسائل وقت کے ساتھ ساتھ حل ہوتے جاتے ہیں۔

اسلام انسانوں میں اختلاف ڈالنے کے لیے نہیں آیا بلکہ ان کو اتحاد کی دعوت دینے آیا ہے اور یہ اس زمین پر سب سے بڑا رواداری کا سبق دینے والا مذہب ہے۔ ایک دن میں نے اپنے اندر آنے والی عظیم تبدیلی کی اہمیت کے بارے سوچا۔ میرے جیسے نئے مسلمان جو اسلام میں داخل ہوتے ہیں یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص ہوتا ہے جو ہمیں کفر وضلالت کی تاریکی راستے سے ہٹا کر ہدایت کے سیدھے اور روشن راستے پر گامزن کرتا ہے۔ ہمیں جہالت سے نکل کر سیدھی راہ پر آنے کا احساس ہونا چاہیے، اس بات کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ ہمیں اس توفیقِ باری تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

ہمیں اس بات کا بھی احساس ہونا چاہیے کہ موجودہ دور اسلام کے لیے بہت سخت ہے، مسلمان ممالک میں ہونے والے واقعات سے ہمیں مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور ہمیں اپنے ان بھٹکے ہوئے بھائیوں کو دیکھ کر (جو اسلام کے نام پر بعض ایسی چیزوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں کہ جن کا اسلام سے کوئی واسطہ ہی نہیں) اپنے ایمانوں کو کمزور نہیں کرنا چاہیے، اکثر اوقات جب ہمیں دوسرے لوگ بتاتے ہیں کہ اسلام یہ کہتا ہے تو ہم پریشان ہوجاتے ہیں، ہمیں (اس طرح کے مسائل کے حل کے لیے) سب سے پہلے اپنی تربیت کرنی چاہیے ان لوگوں کے پاس جاکر جو صحیح معنوں میں اسلام کو سمجھتے ہوں مثلاً ایک امام مسجد۔ اور ہمیں کسی بھی ایسے ویسے کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔

میری زندگی مکمل طور پر تبدیل ہوچکی ہے۔ میں اپنے آپ کو ایمان سے لبریز اور مکمل محسوس کرتا ہوں اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں از سرِ نو پیدا ہوا ہوں۔ میرا نام خالد ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں اسلام کا اصلی چہرہ پیش کرنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے اور اسلام کے نام پر ہونے والے غلط کام کو روکنا چاہیے۔

(hannankhan.weebly.com)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

Vision International Academy (VIA)
Phulat, Post- Khatauli, Distt- Muzaffarnagar, UP
ADMISSIONS OPEN ONLY FOR HUFFAZ
MANAPPAT FOUNDATION
Empower. Together.
Academic Block
Hostel Block
کلیدی خصوصیات
۱ ماہر وتربیت یافتہ اساتذہ
۳ طلبا اساتذہ تناسب 15:1
۴ آڈیو ویڈیو تعلیم
۵ اسٹیم لیب
حفاظ قرآن کی بہترین تعلیم وتربیت کے لئے وی آئی اے ایک انقلابی تحریک ہے۔
حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب
وی آئی اے کی کوشش ہے کہ حفاظ قرآن مختلف شعبوں جیسے انجینئرنگ، میڈیکل، قانون وغیرہ میں مثالی کام کریں اور ملک وملت کا نام روشن کریں۔
جناب امیر احمد صاحب چیئرمین منپت فاؤنڈیشن
طریقہ تعلیم
حقیقی زندگی سے ہم آہنگی
تصورات میں مہارت
عمیق علم بمقابلہ صرف معلومات
تجرباتی تعلیم
وی آئی اے میں معیاری تعلیم کے بہترین نظم کے ساتھ اچھے اخلاق اور احسن کردار بنانے پر پوری توجہ دی جاتی ہے۔
جناب عامر عابدی صاحب ڈائرکٹر وی آئی اے
ہمارے اہم اقدار
امتیاز
ایمانداری
سماجی خدمت
مثبت رویہ
اخلاص
اکیڈمک فیس
فیس سے متعلق تفصیلات کے لیے رابطہ کریں
فیس میں رعایت: ممتاز اور ضرورتمند طلباء کے لئے
عمر
مطلوبہ درجہ
شرائط داخلہ
۱۲ - ۱۴ سال
ابتدائی جماعت
پانچویں جماعت کا نصاب
۱۴ - ۱۵ سال
نویں جماعت
آٹھویں جماعت کا نصاب
۱۶ - ۱۷ سال
گیارہویں جماعت
دسویں جماعت کا نصاب
نوی اور گیارہوی جماعت میں داخلے کے لیے سابق اسکول سے گزشتہ سالوں کی مارک شیٹ اور ٹی سی ساتھ لانا لازمی ہے۔
داخلہ کی تفصیلات
سالانہ داخلہ : ۸۰
تعلیمی میعاد:
پانچ سال (ابتدائی سال مع نویں تا بارہویں)
تعلیمی آغاز:
یکم اپریل ۲۰۲۰
انتخابی طریقہ کار:
تعلیمی ٹیسٹ۔
حفظ ٹیسٹ۔
ذہنی پیمائش کا ٹیسٹ
انٹرویو۔
Technical Partner
TARRAQI FOUNDATION
via2040.info@gmail.com | +91-9557570494 | +91-7037383115 | +91-8865010114
Address: Village- Phulat, Post- Khatauli, Distt- Muzaffarnagar, UP, Pin code-251201 www.facebook.com/Vision-International-Academy-Phullat

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شب براءت

فضائل واعمال

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، موبائل: 8688514630

شب براءت ایک بابرکت اور مقدس رات ہے، اس رات میں اللہ کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، گنہ گار اور تہی دامان عمل کو بخشش اور مغفرت کا پروانہ ملتا ہے، اس بابرکت رات میں ایمان ویقین کی روح پرور ہوائیں چلتی ہیں جو دلوں کی کھیتی کو سرسبزی وشادابی عطا کرتی ہیں، مرجھائی ہوئی روح کے لئے تازگی اور بالیدگی کا سامان فراہم کرتی ہیں، یہ وہ عظیم الشان رات ہے جس میں عبادت گزار بندوں کے دلوں میں عشق ومحبت کی انگیٹھی گرم ہوتی ہے، عقل ناتمام اور مادیت کی کثافت دور ہوتی ہے، بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نیکیوں کے اس موسم بہار سے استفادہ کرتے ہیں، راتوں کو جاگ کر خدائے وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے ہیں، آب چشم کے ذریعہ اپنی سیئات کو مٹا ڈالتے ہیں، اور تلاوت قرآن کے روح پرور زمزموں سے گھر کے بام ودر کو معطر رکھتے ہیں۔

شعبان المعظم کی صرف پندرہویں تاریخ ہی فضیلت اور برکت کی حامل نہیں ہے؛ بلکہ یہ پورا مہینہ بابرکت اور گوناگوں فضائل کا حامل ہے، آپ ﷺ نے شعبان کو اپنا مہینہ کہا ہے۔ (الترغیب والترہیب، حدیث نمبر: ۱۸۵۷) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو شعبان کا روزہ رکھنا زیادہ پسند تھا (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۲۴۳۱) ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ شعبان میں دیگر مہینوں کی بہ نسبت کثرت سے روزہ رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے، (بخاری، حدیث نمبر: ۱۹۷۰) یعنی دیگر مہینوں میں آپ ﷺ کا ایام بیض (اسلامی مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) اور ہفتے میں پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کا معمول تھا؛ لیکن شعبان میں ان ایام کی تخصیص کیے بغیر آپ ﷺ کثرت سے روزہ رکھتے تھے، حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس مہینے میں اللہ تبارک وتعالی اس سال مرنے والوں کے نام لکھتے ہیں، مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری موت کا جب فیصلہ کیا جائے تو میں روزے سے رہوں۔ (مسند ابویعلی الموصلی، حدیث نمبر: ۴۹۱۱) ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس مہینے میں اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میری خواہش یہ ہے کہ جب میرا عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو تو میں روزے سے رہوں۔ (سنن نسائی، حدیث نمبر: ۲۳۵۷)

لیکن اس بابرکت اور مقدس مہینے میں پندرہویں شعبان کی رات (جسے ہم لوگ شب براءت کے نام سے جانتے ہیں) خاص فضیلت اور بے شمار برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے، دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے اس کی فضیلت کے سلسلہ میں روایات موجود ہیں، حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو تم اس رات میں قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو؛ کیوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں، اور یہ صدا لگاتے ہیں: کیا کوئی مغفرت اور بخشش کا طلب گار ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا کوئی مصیبت میں گرفتار ہے کہ میں اس کو عافیت دوں؟ کیا کوئی ایسا ہے، کیا کوئی ایسا ہے، حتی کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۴۵۱) ایک روایت میں آپ ﷺ فرماتے ہیں: پندرہویں شعبان کی رات میں اللہ

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تبارک وتعالی اپنی تمام مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور ساری مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔ (الترغیب والترہیب، حدیث نمبر:۲۷۶۷) ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے آپ ﷺ کو (اپنی باری کے دن) نہیں پایا، میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی، تو آپ جنت البقیع (مدینہ کے قبرستان) میں موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تیرے ساتھ ناانصافی کریں گے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا: میرا گمان یہ تھا کہ آپ ﷺ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس گئے ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نصف شعبان میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں، اور بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۳۸۹) ایک روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ پندرہویں شعبان کی رات چپکے سے بستر سے اٹھے، مجھے لگا کہ آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس گئے ہیں، چنانچہ میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے اٹھی تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پائے مبارک پر پڑا، آپ ﷺ سجدے میں کافی رقت انگیز دعا مانگ رہے تھے، اس رات آپ ﷺ مسلسل صبح تک نماز میں مصروف رہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ طویل قیام کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے پیروں میں ورم آ گیا، میں نے آپ ﷺ کے پاؤں دباتے ہوئے کہا: اللہ نے تو آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے ہیں پھر آپ اتنی مشقت کیوں کررہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (الترغیب والترہیب، حدیث نمبر: ۱۸۵۴) ان احادیث شریفہ سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

☆ شب برات ایک بابرکت رات ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس رات میں بیدار رہ کر اللہ جل شانہ کی عبادت کیا کرتے تھے، اور نفل نمازوں کا اہتمام کرتے تھے، اور اتنا طویل قیام اور طویل سجدہ کیا کرتے تھے جس سے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا، اس لئے اس بابرکت رات میں بیدار رہ کر اللہ کی عبادت کرنا اور نفل نمازوں کا اہتمام کرنا مطلوب ومحمود ہے، تاہم یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ تنہائی میں خشوع وخضوع، خلوص نیت اور کامل توجہ کے ساتھ عبادت بہتر انداز میں انجام دی جاسکتی ہے، جب کہ مسجدوں میں جمع ہوکر اکٹھے طور پر عبادت کرنے میں ریاکاری کا شائبہ رہتا ہے، اطمینان وسکون جو عبادت کے لئے نہایت ضروری ہے وہ اجتماعی صورت میں مفقود ہوتا ہے؛ اس لئے گھروں میں عبادت کرنا مستحسن اور پسندیدہ ہے۔

☆ اس بابرکت رات میں عبادت کا کوئی خاص اور معین طریقہ احادیث مبارکہ سے ثابت نہیں ہے؛ اس لئے رکعتوں کی تعیین اور اس میں مخصوص سورتیں پڑھنے کا اہتمام شریعت کے منشا کے خلاف ہے، بہتر یہ ہے کہ اس رات میں حتی المقدور قضا نمازیں پڑھنے کا التزام کیا جائے، اور حسب توفیق نفل نمازیں ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

☆ سورج غروب ہونے کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک کا ہر ہر لمحہ بڑا بابرکت اور قیمتی ہے، دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہے؛ اس نورانی رات میں مسلمانوں کو مغفرت خداوندی کا پروانہ ملتا ہے، جہنم سے آزادی کی دستاویز انہیں عطا کی جاتی ہے، اسی لئے اس رات دعائیں مانگنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، اپنے گناہوں کی بخشش اور حسن خاتمہ کے لئے دعائیں مانگی جائیں، اس بابرکت موقع سے دعاؤں میں خصوصاً اپنے اعزاء واقارب اور اپنے محسنین کو یاد رکھنا چاہیے، اسی طرح مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کی جائے، بیماروں کی شفایابی اور ان کی صحت وتندرستی کے لئے دعائیں مانگی جائیں۔

☆ اس بابرکت رات میں قبروں کی زیارت کا اہتمام کرنا چاہیے، قبروں کی زیارت سے موت کی یاد تازہ ہوتی ہے، اخروی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

زندگی کی فکر پیدا ہوتی ہے، لیلائے سیم وزر کی توبہ شکن آغوش سے گلوخلاصی نصیب ہوتی ہے، طاؤس ورباب کی لذتوں کا نشہ ہرن ہوتا ہے، موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے، اورظاہر ہے کہ یہ صالح کیفیت انسان کے اندر اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب کہ قبروں کو چراغاں نہ کیا جائے، اور جلوس کی شکل میں زیارت قبور کا اہتمام نہ کیا جائے؛ رات میں پھیلی ہوئی تاریکی اور قبرستان میں چھائی ہوئی خاموشی ایسی چیز ہے جو غفلت کے نشہ میں سرشار اور دنیا کی محبت میں گرفتار لوگوں کے دلوں میں برزخ میں پیش آنے والے حالات کو تازہ کرتی ہے، سرکش اور بغاوت پسند انسان کیلئے ہاتھ کی ہتھکڑی اور پاؤں کی زنجیر ثابت ہوتی ہے۔

☆ پندرہ شعبان کے دن روزہ رکھنا مسنون ہے، اس دن روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، رسمی روزہ رکھنے کے بجائے روزے کے جو حقیقی انوار وبرکات ہیں اس سے متمتع اور فیض یاب ہونے کی کوشش کی جائے، روزہ کی حالت میں جھوٹ، غیبت، بہتان اور گالم گلوج سے زبان کو محفوظ رکھا جائے، پنج وقتہ نماز باجماعت تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھنے کا التزام کیا جائے، دن کا بیشتر حصہ ذکرواذکار اور تلاوت قرآن کریم میں گزارا جائے۔

☆ اوپر ذکر کی گئی احادیث سے صاف واضح ہوتا ہے کہ پندرہویں شعبان کی رات گوناگوں فضائل اور بے شمار برکات کی حامل ہے، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور صلحاء ومتقین اس رات میں کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے، نوافل، قرآن کریم کی تلاوت اور ذکرواذکار میں اپنے آپ کو مشغول رکھا کرتے تھے، بعض طبقوں کی طرف سے جو یہ آواز اٹھائی جاتی ہے کہ شب براءت کے فضائل کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی ہے، اور اس باب میں جتنی احادیث ہیں سب موضوع اور من گھڑت ہیں، یہ ایک غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے، اور یہ ان کی جہالت اور علمی بے مائیگی کی دلیل ہے۔

غزل

☆ ☆ ☆

یوں ہی بے سبب نہ پھرا کرو، کوئی شام گھر میں رہا کرو
وہ غزل کی سچی کتاب ہے، اسے چپکے چپکے پڑھا کرو

کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا، جو گلے ملو گے تپاک سے
یہ نئے مزاج کا شہر ہے، ذرا فاصلے سے ملا کرو

ابھی راہ میں کئی موڑ ہیں، کوئی آئے گا کوئی جائے گا
تمہیں جس نے دل سے بھلا دیا اسے بھولنے کی دعا کرو

مجھے اشتہار سی لگتی ہیں، یہ محبتوں کی کہانیاں
جو کہا نہیں وہ سنا کرو، جو سنا نہیں وہ کہا کرو

کبھی حسن پردہ نشیں بھی ہو، ذرا عاشقانہ لباس میں
میں جو بن سنور کے کہیں چلوں مرے ساتھ تم بھی چلا کرو

نہیں بے حجاب وہ چاند سا، کہ نظر کا کوئی اثر نہ ہو
اسے اتنی گرمی شوق سے، بڑی دیر تک نہ تکا کرو

یہ خزاں کی زرد سی شال میں، جو اداس پیڑ کے پاس ہے
یہ تمہارے گھر کی بہار ہے، اسے آنسوؤں سے ہرا کرو

جناب ڈاکٹر بشیر بدر

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شمالی ہندوستان کی قدیم دینی اوردعوتی درس گاہ

جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیۃ، پھلت ضلع مظفرنگر

مقام پوسٹ: پُھلت،ضلع مظفرنگر (یوپی)

جامعہ کے شعبہ جات

شعبہ عربی: اس شعبہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نظام کے مطابق حفظ وتجوید اور ثانویہ اولیٰ سے عالیہ ثالثہ شریعہ (ہفتم عربی) تک تعلیم کا نظم ہے، کالج اور یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ طلبہ کیلئے عالمیت کا خصوصی نصاب ہے، جو پانچ سال پر مشتمل ہے

شاہ ولی اللہ اکیڈمی: حضرت شاہ ولی اللہؒ کی دینی علمی خدمات اور تحقیقی کاموں کی اشاعت اور ان کے افکار و نظریات کی اشاعت کیلئے اس اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اکیڈمی اب تک دو درجن سے زائد کتابیں شائع کر چکی ہے۔

ماھنامہ ارمغان: اُردو زبان میں ایک رسالہ ارمغان کے نام سے ستائیس سالوں سے پابندی کے ساتھ شائع ہورہا ہے۔

فیض الاسلام ھائی اسکول: جامعہ کے زیر انتظام کے جی سے لے کر دسویں جماعت تک اُردو، عربی دینیات کے ساتھ عصری تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ یہ شعبہ یوپی تعلیمی بورڈ سے منظور شدہ ہے۔

دارالقضاء والافتاء: ہندوستان کی مؤقر تنظیم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے زیر اہتمام دارالقضاء (شرعی پنچایت) کا ہے، جس میں مسلمانوں کے خاندانی مسائل، نکاح طلاق وراثت وغیرہ کے متعلق جھگڑوں اور قضیوں کا شریعت کی روشنی میں حل کیا جاتا ہے۔

بزم ولی اللّٰھی: جامعہ کے طلبہ کی انجمن ہے جس کا مقصد طلبہ کے اندر ذوق مطالعہ پیدا کرنا اور تقریری وتحریری صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ہے۔

شعبہ اصلاح معاشرہ: اس شعبہ کے تحت اصلاح معاشرہ کمیٹی مقامی اور علاقائی سطح پر ماہانہ اصلاحی پروگرام منعقد کراتی ہے۔

اپیل

مسلم معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے اور ملی امتیاز اور اسلامی تشخص کی بقا، دعوت الی اللہ اور اسلام کے تہذیبی سرمایہ کی حفاظت کے لئے جامعہ امام ولی اللہ پھلت کے کاموں اور منصوبوں کا یہ بہت مختصر تعارف ہے، اس کا تعاون اور اس کی فکر وقت کی اہم ضرورت ہے، ہم تمام اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حضرت شاہ صاحب کے نام سے قائم اس جامعہ کے لئے ہر ممکن تعاون پیش کریں، اور عنداللہ ماجور ہوں۔

منجانب: ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی (معتمد شعبہ مالیات) موبائیل: 9760977713

جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیۃ، پھلت ضلع مظفرنگر

AXIS BANK A/C. No. 912010066072620 IFSC UTIB0001330

PNB A/c. No. 1823002100118308 IFSC PUNB0182300

انتظام

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسمائے گرامی سفراء حضرات بابت چندہ وصولی رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ
برائے جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ، پھلت

۱	حضرت مولانا اقبال صاحب	آشٹہ، مہید پور، اجین، آگرہ، دہلی	9759027848
۲	مولانا عبدالرشید صاحب	کانپور، لکھنؤ، سیتاپور، رائے بریلی، فیض آباد، بستی	9997368338
۳	مفتی محمد عاشق صدیقی صاحب	شہید نگر، مصطفیٰ آباد، دہلی، غازی آباد	9310261403
۴	الحاج محمد الیاس	احمد آباد، راجستھان، گڑگاؤں میوات مالیگاؤں	9219774323
۵	مولانا ریاض الدین صاحب	علی گڑھ، واطراف	9897438085
۶	مولانا نسیم صاحب	چندسینہ، پھلاودہ، شکارپور، روڑکی، مودی نگر، پھلت	9760894718
۷	ماسٹر عبدالعزیز صاحب	کھتولی، سردھنہ، موانہ، دہرہ دون، چرتھاول، ضلع میرٹھ	8979781788
۸	مولانا محمد حنیف قاسمی	حیدرآباد، پٹنہ بہار	7060450315
۹	جناب اسرار احمد صاحب	لدھیانہ واطراف گجرات	9557441029
۱۰	حافظ عبدالقدیر انصاری	دہرہ دون، بجنور، مرادآباد	9012003290
۱۱	مولانا احمد علی صاحب	بھروچ، جمبوسر، بڑودہ، سورت، بارڈولی، گودھرا	9557496045
۱۲	مولانا محمد خالد ندوی صاحب	مظفرنگر، پورقاضی، منگلور، سوجڑو	9837477570
۱۳	قاری عمران صاحب	آکولہ، بھساول، امراوتی، جل گاؤں، ناگپور	9997334790
۱۴	حسن وارث صاحب	بنارس، الہ آباد، بنگلور، میسور	8960247994
۱۵	قاری محمد مدبر صاحب	شاہ آباد، بریلی	7895753229
۱۶	قاری رفیع الدین صاحب	تھانہ، ممبرہ، بھیونڈی، شولاپور کولہاپور، پونہ	9897751167
۱۷	قاری محمد اعظم صاحب	بہٹ، سہارنپور، نکوڑ، گنگوہ، یمنا نگر، پنجاب	9760893918
۱۸	مولانا عبدالصمد صاحب	جموں وکشمیر	9997113090
۱۹	قاری محمد مبشر صاحب	اندور، کھنڈوہ، گھرگون بھوپال، ممبئی	9634724385
۲۰	مولانا واجد ندوی صاحب	گلبرگہ، میرج، بیلگام، جمکھنڈی، بھٹکل	8755802030
۲۱	قاری سید نعمت اللہ ہاشمی	ناندیڑ، بیڑ، اورنگ آباد، لاتور	8439481833
۲۲	مولانا محمد ثاقب صاحب	ہاپوڑ، سکندرآباد، ضلع بلندشہر، کانپور	8171626456
۲۳	مفتی راحت علی صدیقی قاسمی	میرٹھ واطراف	9557942062
۲۴	ماسٹر محمد اکرم صاحب	کلکتہ، جمشید پور، رانچی	9760793926
۲۵	مولانا محمد حیدر ندوی	سٹھلہ، اغوان پور	8808882054

منجانب: ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی (معتمد شعبہ مالیات) موبائل: **9760977713**

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتابیں اپنے آباء کی
اکابرین اسلام کے تحریری کارناموں پر مشتمل ایک سلسلہ

قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور ان کی تصنیف "بحر مواج"

مطیع الرحمٰن عوف ندوی

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی دنیائے علم وفن کا ایسا ممتاز عنوان ہے جس پر جتنا لکھا جائے کم ہے، قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا علم وفن کی دنیا میں سکہ چلتا ہے، بحر اٹلانٹک سے لے کر اوقیانوس تک تصنیف وتالیف کے میدان میں جن کی حکمرانی اور بالادستی نظر آتی ہے وہ دولت آبادی ہی ہیں، قاضی صاحب کے آباء واجداد اصلاً غزنی کے تھے، ان کی ولادت دولت آباد دکن میں اور تعلیم وتربیت دہلی میں ہوئی۔

تذکرہ مشاہد شیراز ہند کے مصنف ڈاکٹر میاں محمد سعید، مناقب الصدیقین اور تذکرہ علماء ہند کے حوالہ سے رقم طراز ہیں کہ ایک روز قاضی شہاب الدین کو کہیں سے سونا ملا جسے اٹھا کر وہ گھر لے آئے اور اپنی والدہ سے کہا اسے کہیں دبا یا چھپا دیں، اس کے بعد جب وہ قاضی عبدالمقتدر کے حضور پہنچے تو انہوں نے ان کی طرف ایک نظر دیکھا اور فرمایا "تم نے اگر اسی طرح سونا دبانا یا چھپانا شروع کر دیا تو علم کس طرح سیکھو گے؟ یہ الفاظ سنتے ہی وہ چونکے اور اپنے کئے پر نادم ہوئے، وہ بچپن ہی سے بلا کے ذہین اور بڑے ہونہار تھے، ایک بار قاضی عبدالمقتدر نے ان کے متعلق فرمایا کہ میرے پاس ایک ایسا طالب علم ہے "کہ پوست او علم، ومغز او علم، واستخوان او علم است" چنانچہ انہوں نے بعد میں یوں ہی ثابت کیا اور چند ہی سال میں تمام علوم نقلی وعقلی کی تعلیم مکمل کر لی اور ان کا شمار اس دور کے برگزیدہ علماء فضلا میں ہونے لگا۔

(اخبار الاخیار بحوالہ تذکرہ علماء وفضلا شیراز ہند ص ۱۹۸)

قاضی صاحب کی بے شمار تصنیفات میں سب سے مشہور ان کی تفسیر "بحر مواج" ہے، تفسیر بحر مواج کے ایک نامور اسکالر ڈاکٹر محمد سلیم خالد فکر ونظر اسلام آباد کے جلد ۴۲ شمارہ ۳ میں سیر حاصل بحث کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

تعارف تفسیر "بحر موّاج"

تفسیر بحرِ مواج کے آغاز میں مقدمہ ہے، جس میں سب سے پہلے خدائے بزرگ وبرتر کی حمد وثنا کی گئی ہے، بعد ازاں حضرت رسول اکرم ﷺ کی توصیف وتمجید میں چند سطور معرضِ تحریر میں لائی گئی ہیں، پھر خلفائے راشدین کی تعریف وستائش کی گئی ہے، یہ تفسیر ابراہیم شاہ شرقی (۸۰۴ھ ۱۴۰۱ء تا ۸۴۴ھ/۱۴۴۰ء) کے نام معنون کی گئی ہے۔

اس تفسیر کے قلمی نسخے مکمل اور نامکمل، دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں/ پاکستان میں بحرِ مواج کا مکمل قلمی نسخہ تین جلدوں میں کتاب خانہ فاضلیہ، گڑھی افغانان، ضلع اٹک میں موجود ہے۔

اس تفسیر کی پہلی جلد جو قرآن پاک کی ابتدائی چھ سورتوں کی تفسیر پر مشتمل ہے، ۱۲۹۷ھ /۱۸۸۰ھ میں بڑے سائز کے ۸۵۶ صفحات پر مطبع نول کشور لکھنؤ سے طبع ہوئی تھی۔

اس تفسیر کا اصلی نسخہ (مفسر کے ہاتھ کا تحریر کردہ) تاشقند کی لائبریری میں نہایت عمدہ حالت میں محفوظ ہے۔

دورِ اکبری کے ایک لاہوری عالم شیخ منور الدین بن عبد

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الحمید (م ۱۱۰۱ھ) نے تفسیر بحرِ مواج کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔

اسلوبِ تفسیر

اس تفسیر کی چند اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں:

تشریحاتِ صرف ونحو

زیرنظر تفسیر میں صرفی مسائل سے کم لیکن نحوی مسائل سے کافی زیادہ تعرض کیا گیا ہے، مفسر آیت یا آیت کا حصہ درج کرنے کے بعد اس کی نحوی ترکیب اور وجوہِ اعراب کی تفصیلات بیان کرتے ہیں اور بالعموم اس ضمن میں مختلف توجیہات بھی پیش کرتے ہیں، گویا اعراب وترکیب عبارات کا بیان اس تفسیر کا ایک نمایاں اور مابہ الامتیاز پہلو ہے۔

مثال (صرف) اعوذبالله من الشیطان الرجیم

شیطان ماخوذ است از شیطن شطو نا ای بعداً، وزن او فیعال است وتسمیہء ابلیس بہ شیطان از جہت بُعد او از رحمتِ خدائی بود و بعضی از شاط شیطا بمعنی ہلک ہلا کا دارند، وزنِ او فعلان پندارند۔

ترجمہ: شیطان، شیطن شطونا سے ماخوذ ہے جس کے معنی بعد بعیداً کے ہیں اور اس کا وزن فیعال ہے اور ابلیس کا نام شیطان رحمت خداوندی سے دوری کی وجہ سے تھا اور بعض لوگ اسے شاط شیطا بمعنی ہلک ہلاکاً (ہلاک ہونا) سے مشتق سمجھتے ہیں اور اس کا وزن فعلان گردانتے ہیں۔

توضیح ربطِ آیات

اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت آیات کے باہمی ربط وتعلق کی وضاحت ہے، اسی طرح ہر سورہ کے آغاز میں سورہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے ماقبل سورہ سے ربط کی نشان دہی اور صراحت کردی جاتی ہے۔

مثال: آیت ”یـایها الّذین اٰمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اُوتوا الکتٰب یردّوکم بعد ایمانکم کفرین“ کا تعلق ماقبل سے حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

درآیہء سابق اہلِ کتاب را بروجہ توبیخ خطاب کرد، دریں آیت خطاب مومنان برای تلقین ایشان آورد وایشان را از طاعتِ دشمنان باز داشت وبمنع کردن ایشاں از طاعتِ کافراں کہ اشارت است سوئے بطلانِ مذاہبِ ایشان پرداخت پس این جملہ نیز متضمن تشنیع ایشان باشد موافق مقصودِ آیات سابقہ ہم ازیں جہت فصل کرد وبغیر داد آورد۔

ترجمہ: پچھلی آیت میں اہل کتاب کو بطور عتاب مخاطب کیا گیا جب کہ اس آیت میں اہل اسلام سے بہ اندازِ تلقین ونصیحت خطاب کرتے ہوئے انہیں دشمنانِ اسلام کی اطاعت سے باز رہنے کو کہا گیا نیز مسلمانوں کو کفار کی اطاعت وفرمانبرداری سے روکنا (حقیقتاً) کفار کے مذہب کے بطلان کی طرف بھی اشارہ ہے، پچھلی آیات کے مقصد ومفہوم کے مطابق یہ آیت بھی اُن کی تشنیع وتقبیح پر مشتمل ہے اسی لیے اسے علیحدہ کرتے ہوئے بغیر واؤ کے لایا گیا ہے۔

توضیحات تلمیحات

اس تفسیر میں بعض قرآنی تلمیحات کی تشریح وتوضیح کا اہتمام بھی نظر آتا ہے، مفسر اس سلسلے میں اسرائیلی روایات وقصص سے بھی استفادہ کرتا ہے لیکن ”روایت است“ و ”قصہ“ کے الفاظ سے ان کے ضعف کی طرف اشارہ بھی کردیتا ہے مثلاً آیت وَمَا اُنزِلَ علی الملکین ببابل هَاروتَ ومَارُوت کے تحت لکھا ہے:

وضاحت اسبابِ نزول

بہت سی آیاتِ قرآنی اور مختلف سورِ مبارکہ حالات وکوائف کی مناسبت سے نازل ہوئیں، اس طرح ہر ایک کا کچھ نہ کچھ پس منظر ہے، زیرتبصرہ تفسیر میں بھی کئی مقامات پر آیتوں اور سورتوں کے اسبابِ نزول کے واقعات بالالتزام بیان کیے گئے ہیں، مثلاً آیت ”سَیـقُـولُ السَّفهآءُ مِن النَّاسِ مَا وَلّٰهُم عن قبلتِهم التی کانوا علیها کا شانِ نزول بہ الفاظ ذیل بیان ہوا ہے:

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

روایت کردہ انداز پیغمبر ﷺ درنماز سوئ کعبہ کہ قبلہء ابراہیم خلیلؑ وجملہ پیغمبران است، مدینہ آمد از جہت ترغیب یہود بر حکم فرمان ہژدہ ماہ، وبروایتی ہفدہ ماہ، وبروایتی شانزدہ ماہ، وبروایتی نہ ماہ دہ روز، درنماز روی بسوی بیت المقدس آورد، وباز توجہ سوئ کعبہ مطلوب داشت ودل بروحی بہ تحویل قبلہ می گماشت دراثنائ آنکہ متوجہ سوئ بیت المقدس بود ودرتحویل قبلہ سوئ کعبہ رغبت می نمود این آیہ نازل گشت۔

ترجمہ: حضرت رسول کریم ﷺ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرتے تھے جو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیاء صلوات اللہ علیہ کا قبلہ تھا، پھر فرمانِ خداوندی کے تحت مکہ ہی میں مشرکین کے تکبر کی وجہ سے بیت المقدس کی طرف رُخ کرنے لگے اور بعض کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ جب تک مکہ میں رہے، خانہء کعبہ کی طرف منہ کرتے رہے اور جس وقت مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو یہود کی ترغیب کے لیے (نیز) اللہ تعالیٰ کے حکم سے نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنے لگے، ایک روایت کے مطابق یہ زمانہ اٹھارہ ماہ دوسری روایت کے موافق سترہ ماہ، تیسری روایت کے بموجب سولہ ماہ اور چوتھی روایت کی رُو سے نو ماہ دس روز تھا، آپ کے اندر کعبہ کی طرف منہ کرنے کی خواہش بیدار ہوئی اور آپ تحویل قبلہ کے لیے وحی کے منتظر رہنے لگے، ایک دفعہ جب آپ بیت المقدس کی طرف قبلہ رُو تھے اور دل میں کعبہ کی طرف رُخ کرنے کی خواہش بیدار ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

علم کلام وتعقّل

تفسیر میں بعض مقامات پر علم کلام اور فلسفیانہ انداز بیان کی طرف مفسر کا رجحان ومیلان نظر آتا ہے، مثلاً آیت الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ کے تحت لکھا ہے:
علم خدای وتعلق معلومات بہ علم او، یعنی معلوم بودن حادث نیست کہ ہمہ اشیا بر صفتی کہ ہست درحالتِ عدم ووجود، معلوم حق سبحانہٗ تعالیٰ است، چہ اگر گاہی کہ بر صفتی کہ ہست معلوم خدا نبود منافی او ثابت شود یعنی مجہول باشد جہل لازم آید، ثبوت نقیضہ روی نماید بخلاف تعلق تکون بتکوین قدیم کہ حادث بود پیش از وجود تکون ثابت نباشد۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا علم اور علم کے ساتھ معلومات کا تعلق حادث نہیں ہے، چونکہ تمام اشیاء جس صفت پر بھی ہوں، خواہ حالت عدم میں خواہ وجود کی صورت میں، وہ اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہیں۔ اگر کبھی کوئی ایسی صفت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ ہو تو اس کے علم کی نفی ثابت ہوتی ہے گویا وہ مجہول ہوگی اور اس طرح جہالت لازم آئے گی جو نقیضہ کا ثبوت ہے بخلاف اس کے کہ صفت تکوین کے ساتھ فعلِ تکون کا تعلق، جو کہ حادث ہے وجود تکون سے پہلے ثابت نہیں ہوتا۔

تصریحاتِ علم بیان وبدیع

دریں کلام صنعتِ مقابلہ است۔ بخل مقابل اعظیٰ است، استغنیٰ مقابل اتقیٰ است، کذب مقابل است مرصدق، عسریٰ مقابل است مریسریٰ۔

ترجمہ: اس کلام میں صنعتِ مقابلہ ہے، بخل اعظیٰ کے مقابل ہے۔ استغنیٰ، اتقیٰ کے مقابل ہے، کذب صدق اور عسریٰ یسریٰ کے مقابل ہے۔

کیفیت ترجمہ

اس تفسیر میں ترجمۂ قرآن سے خصوصی اعتناء کیا گیا ہے۔ مفسر آیت درج کرنے کے بعد اس کی ترکیب نحوی بیان کرتا ہے بعد ازاں ''معنی ایں است'' کے الفاظ کے تحت ترجمہ ضبطِ تحریر میں لاتا ہے۔ اگر آیت بڑی ہو تو اسے منقسم کردیتا ہے اور کبھی اس کے برعکس چند آیات یکجا کردیتا ہے۔

ترجمہ بنیادی طور پر بامحاورہ ہوتا ہے لیکن وہ ترجمے میں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بالعموم تشریحی الفاظ بھی شامل کر دیتا ہے۔ اس ترجمے کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

أَرَيتَ الذی يُكَذِّبُ بالدين فَذٰلِکَ الذی يَدُعُّ اليتيم وَلا يَحُضُّ علیٰ طعامِ المِسكين۔

معنی این است: دانستہ کسی را کہ دین را یعنی ملتِ اسلام را یا جزا را تکذیب می کند کہ خبر دین اسلام وخبر جزا نا بودہ، ودروغ می داند، زیرا کہ آں ہما کس است کہ بہ عنف ودرشتی یتیم را می راند واہل خود را براطعام مسکین باعث نمی شود وتحریص نمی کند۔

مطلب یہ کہ کیا تو ایسے شخص کو جانتا ہے جو دین یعنی ملتِ اسلام یا روزِ محشر کی تکذیب کرتا ہے؟ بالفاظ دیگر دین اسلام یا روزِ سزا وجزا کی بات کو بے بنیاد اور جھوٹ سمجھتا ہے، ہاں یہ وہی شخص ہے جو یتیم کو درشتی وسختی سے بھگا دیتا ہے اور اپنے اہل خانہ کو مسکین کے کھانا کھلانے کی تشویق وترغیب نہیں دیتا۔

اسلوب زبان وبیان

تفسیر کا مجموعی انداز مسجع ومقفی ہے، مفسر نے انشا پردازی اور عبارت آرائی سے کام لیا ہے۔

حمادی حمد طیب کہ رایحۂ فایحہ آن نفحۂ آلاء مطابہ ونوجہ نعماء مستطابہ مشامِ جانِ حامد را معطر گرداند۔ قصاری شکر جید کہ جودت فایحہ سامیۂ نامیۂ آن مشام روان شاکر را بوصول مراد مراد بحصول رشاد وسداد برساند۔ (۵۳)

تفسیر کی ان خصوصیات کے بعد موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ تفسیر کا مجموعی انداز طوالت وتفصیل کا آئینہ دار ہے۔ اِطناب کی کیفیت نہ صرف عبارت اور جملوں میں موجود ہے بلکہ مضامین و مفاہیم سے بھی ظاہر وباہر ہے۔ مفسر ہر آیت کی ترکیب نحوی تفصیلاً بیان کرنے کے علاوہ دیگر امور کو بھی بالعموم شرح وبسط کے ساتھ زیر بحث لانے کی سعی کرتا ہے۔

غزل

عبد الرب حمّاد پُھلتی

مستقل رنج و غم اور دلِ ناتواں
برق کی زد میں جیسے کوئی آشیاں

ہر قدم مشکلیں اور دشواریاں
زندگانی ہو جیسے کوئی امتحاں

جب تلک تم تھے میرے رفیقِ سفر
میرے سر پر بھی موجود تھا سائباں

جب سے دیکھا ہے تیرے رخِ ناز کو
تو ہی تو ہر جگہ، تو یہاں تو وہاں

تم ذرا حوصلہ تو کرو دوستو!
عزم ہو گر جواں، زیرِ پا آسماں

میرے نقشِ کفِ پا مٹاتے گئے
جن کو ملتے رہے منزلوں کے نشاں

بزمِ یاراں میں غم آشنا کون تھا؟
کون حمّاد سنتا مری داستاں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آئینہ دیکھنے کا نبوی طریقہ

حکمتیں اور مصلحتیں

محمد تبریز عالم حلیمی قاسمی
استاد دار العلوم حیدر آباد Mob:07207326739

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (آئینہ دیکھنے کے وقت) یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللّٰهم حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي.

ترجمہ: اے اللہ ! آپ نے مجھے بہت اچھا بنایا ہے، آپ میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجیے۔

انسان فطری طور سے حسن و جمال کو پسند کرتا ہے، حسن و جمال کی دو قسمیں ہیں: ایک ظاہری حسن و جمال یعنی اپنا سراپا، دوسرے باطنی حسن و جمال جسے اخلاق کہتے ہیں، اول الذکر حسن دکھائی دیتا ہے، اور ثانی الذکر حسن دکھائی تو نہیں دیتا؛ لیکن اس کے انوار و برکات اور ثمرات انسانی زندگی میں دکھائی دیتے ہیں، ظاہری حسن میں ''چہرہ'' کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور چہرے کے نشیب وفراز اور حسن و قبح سے شخصیت کا امتیاز ہوتا ہے؛ لیکن اللہ نے ''چہرہ'' کو جسم کے ایسے حصے میں بنایا ہے کہ دوسرے تو اسے دیکھ سکتے ہیں، خود چہرہ کا مالک اُسے نہیں دیکھ سکتا، اِس لیے خود اپنا چہرہ دیکھنے، اُسے سنوارنے، بالوں میں کنگھا کرنے کے لیے انسان کو آئینہ دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے؛ چناں چہ مرد ہوں یا عورتیں، بچے ہوں یا جوان یا پھر بوڑھے ہر کوئی اپنی شخصیت اور اپنا چہرہ دیکھنے کے لیے آئینہ کا محتاج ہے، ایسے موقع پر سرکارِ دوعالم ﷺ نے ایک چھوٹی سی دعا تلقین فرمائی ہے، دعا ہے تو بہت مختصر؛ لیکن اُس میں معانی کی پوری کائنات پوشیدہ ہے، مذکورہ دعا کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں دو مضمون ہیں: ایک ''اقرار وشکر'' سے متعلق ہے؛ جب کہ دوسرا ''درخواست'' سے تعلق رکھتا ہے۔

خَلق اور خُلق عربی کے دو لفظ ہیں:

خَلق (خاء کے زبر کے ساتھ) سے مراد ظاہری اوصاف اور انسانی شکل وشباہت ہے۔

خُلق (خاء اور لام پر پیش کے ساتھ) عربی میں اِس کی جمع اَخلاق آتی ہے، اِس کے معنی پختہ عادت کے ہیں اور اصطلاح میں: خلق سے مراد انسان کی ایسی کیفیت اور پختہ عادت ہے جس کی وجہ سے بغیر کسی فکر وتوجہ کے نفس سے اعمال سرزد ہوں، یہ اخلاق اچھے اور برے دونوں طرح کے ہوتے ہیں، اِسلام میں اچھے اخلاق یعنی حُسن خُلق اور حُسن اخلاق کی بڑی اہمیت ہے، ایک مسلمان کے لیے عمدہ اور حَسین اخلاق کا مالک ہونا بہت ضروری ہے، اخلاقِ حَسنہ میں: عفوو درگزر، صبر وتحمل، قناعت وتوکل، خوش خُلقی ومہمان نوازی، تواضع وانکساری، خلوص ومحبت جیسے اوصاف قابلِ ذکر ہیں، حسنِ خلق کی بڑی علامت یہ ہے کہ جب کسی پر غصہ آئے اور اُسے سزا دینا چاہے تو نفس اس کو ہدایت کرے کہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے: وَالْـكَـاظِـمِيْـنَ الْغَيْظَ وَالْـعَـافِيْنَ عَنِ النَّاسِ . (آل عمران:۱۳۴) (اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کردیتے ہیں لوگوں کو) یعنی غصہ کو پی جانا اور لوگوں کی زیادتی اور غلطیوں کو بالکل معاف کرنا اخلاقِ حسنہ کی کسوٹی ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کا پاک ارشاد ہے: بُـعِـثْـتُ لِأُتَـمِّـمَ حُسْـنَ الأخلاق (موطا مالک، رقم:۳۳۵۷) یعنی مجھے حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے؛ چناں چہ تمام اعلیٰ اخلاق، اعلیٰ کردار، انفرادی اور اجتماعی کردار کے تعلق سے آپ نے امت کو آگاہ کیا اور خود اُس کا حق ادا کردیا اور ایسا کیا کہ قرآن نے إِنَّـکَ لَـعَـلٰی خُلُقٍ عَظِيْم . (القلم:۴) جیسے الفاظ میں آپ کے اعلیٰ اخلاق کی شہادت دی؛ یعنی آپ ﷺ کی زبان قرآن ہے اور

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آپ ﷺ کے اعمال واخلاق، قرآن کی خاموش تفسیر یعنی قرآن کریم جن اعلی اعمال واخلاق کی تعلیم دیتا ہے، آپ اُن سب کا عملی نمونہ ہیں۔

آپ ﷺ نے اپنے ارشاداتِ عالیہ میں بڑے مؤثر اسلوب میں اخلاقِ حسنہ کواپنانے کی تلقین فرمائی ہے، ایک روایت میں ہے: کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں (ابوداؤد، رقم:۴۶۸۶) دوسری جگہ ہے: مومن اپنے حسن اخلاق سے دن میں روزہ رکھنے والے اور رات میں عبادت کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔(ابوداؤد، رقم:۴۷۹۸) ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن مومن کی میزانِ عمل میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی (یعنی اخلاقِ حسنہ کا درجہ ایمان کے بعد ارکانِ اسلام سے بھی بڑھا ہوا ہے۔(ترمذی، رقم:۲۰۰۲)

بہر حال مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حسنِ خلق کا مسئلہ زندگی کے بنیادی مسائل میں سے ہے، اخلاق دراصل زندگی کے طریقے سلیقے اور قرینے کا نام ہے، اور اِسی کی تعلیم وتربیت در حقیقت دین کا حقیقی مقصود ہے اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ دینِ اسلام عبادات سے شروع ہوتا ہے اور اچھے اخلاق پر ختم ہوتا ہے، اور ہمیں زندگی کا وہی سلیقہ اور قرینہ چاہیے جو خدا نے اپنے رسول کے ذریعہ سے ہمیں سکھایا ہے، آخرت میں خوش اخلاقی کا نتیجہ ارحم الراحمین کی رضا وجنت ہے اور بد اخلاقی کا انجام خداوند غالب و قہّار کا غضب ودوزخ ہے، مذکورہ دعا کے اندر سرکارِ دوعالم ﷺ نے تمام اخلاق کو سمیٹ لیا ہے۔

آج مسلمانوں میں اخلاقی گراوٹ اِس درجہ ہے کہ **الامان والحفیظ** اور یہی اخلاقی زوال مسلمانوں کے زوال کا سبب ہے؛ کیوں کہ جب کوئی معاشرہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوجاتا ہے تو وہاں سے انصاف، رواداری، برداشت، قناعت و توکل اور خلوص ومحبت سب ختم ہوجاتے ہیں، اور اِس اخلاقی اِنحطاط کی سب سے بڑی وجہ اِسلامی تعلیمات سے دوری ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ کی سنتوں سے ناواقفیت ہے۔

دین بیزاری کے اِس دور میں تو آئینہ دیکھنے کے وقت پڑھی جانے والی اِس دعا کی اہمیت دوچند ہوجاتی ہے، آیئے ہم سب مل کر اللہ سے اخلاقِ حسنہ کے حصول کی دعا کریں، گھروں میں عورتوں اور بچیوں کو اِس کی تلقین کریں؛ کیوں کہ مردوں کے مقابلہ میں، خواتین آئینہ بہ کثرت دیکھتی ہیں، بہتر ہوگا کہ مذکورہ دعا آئینہ کے اوپر لکھ کر چپکا دی جائے۔

حکمت اور پیغامِ نبوی

۱- جب انسان آئینہ دیکھتا ہے تو دائیں بائیں اور دنیا وما فیھا سے بے خبر ہوجاتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل ہوجاتا ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ نے غفلت کے ان لمحات کو ایک دعا کے ذریعہ ذکرِ الٰہی سے معمور فرمادیا اور آئینہ دیکھنے کو بھی عبادت بنادیا۔

۲- دعا کے پہلے حصہ میں بندہ سے یہ اقرار کرایا جارہا ہے کہ اللہ نے اُسے حسن وجمال سے نوازا ہے، اُسے اَشرف المخلوقات کا تمغہ عطا فرمایا ہے، اسے جانوروں میں پیدا نہیں کیا یا اس کا چہرہ جانوروں جیسا نہیں بنایا، جب بندہ اپنے رب کے سامنے اِس بات کا اقرار کرتا ہے تو اُس کے اندر شکر گذاری کے جذبات ابھرتے ہیں اور وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، جس کی وجہ سے اللہ کے ساتھ اس کی محبت اور جذبۂ عُبودِیت میں برابر ترقی ہوتی رہتی ہے اور خود پسندی اور کبرِ نفس جیسے مہلک امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

۳- دعا کے دوسرے حصے میں بندہ سے یہ کہا گیا کہ تم اپنے ظاہری حسن وجمال اور شکل وصورت سے زیادہ باطنی حسن وجمال پر توجہ دو، تم اللہ سے اپنے لئے حسنِ اخلاق مانگو، یہی انسانیت کا باکمال جوہر ہے اور حسنِ اجسام سے بھی اعلیٰ ہے، صورت اور سیرت دونوں کی بہتری دنیا وآخرت دونوں جگہ کامیابی کا زینہ ہے اور چوں کہ باطنی ترقیات کی کوئی انتہا نہیں ہے؛ اِس لیے باطنی ترقیات (حسنِ اخلاق) پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح:۳۱۸۴/۸)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

۴-حسن، دنیا کی اُن پُر فریب چیزوں میں داخل ہے جو اکثر اوقات موجبِ فتنہ ہو جاتی ہیں اور انسانوں کو ایک بدتر حیوان بنا دیتی ہے اور جب شیشہ دیکھنے کی نوبت آتی ہے تو ایک گونہ خود پسندی اور خودنمائی دماغ میں پیدا ہو جاتی ہے؛ لیکن اِس دعا کے ذریعہ اُس خود پسندی کو ختم کرنے کی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اِس میں ذاتی کمال کون سا ہے؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے، وہ جب چاہے چھین لے۔

حسن والے حسن کا انجام دیکھ
ڈوبتے سورج کو وقت شام دیکھ

اور جیسے ہر آدمی کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ حسینِ عالم کا خطاب حاصل کرے، اِس موقع پر اُس کو باطنی اور حقیقی حسن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ (چالیس دعائیں، ص:۴۱)

نوٹ: آئینہ دیکھنے کی جو دعا صراحۃً منقول ہے، وہ یہ ہے: الحمدُ لله الذي حَسَّنَ خَلْقِي، وزَانَ مِنِّي مَا شَانَ مِن غَيْرِي. (شعب الایمان، رقم:۴۱۴۵) یعنی حمد و شکر اس اللہ کی لیے جس نے میرے جسم کو برابر موزوں بنایا اور مجھے اچھی شکل وصورت عطا فرمائی اور مجھے اس خوش نمائی سے نوازا جس سے دوسرے بہت سے بندوں کو نہیں نوازا گیا، اوپر جو دعا لکھی گئی ہے اس میں صراحۃً یہ منقول نہیں ہے کہ آپ نے مذکورہ دعا آئینہ دیکھتے ہوئے پڑھی تھی؛ لیکن محدثین اور شارحینِ حدیث لکھتے ہیں کہ مذکورہ دعا کو آئینہ دیکھتے وقت بھی پڑھ سکتے ہیں؛ چناں چہ علامہ نوویؒ نے مذکورہ دعا پر یہ عنوان لگایا ہے باب ما يقول إذا نظر في المرآة (الاذکار:۱/۳۰۴) اور ملا علی قاریؒ نے علامہ جزریؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ نے مذکورہ دعا آئینہ دیکھتے وقت پڑھی تھی اور شعب الایمان والی روایت سے اِس کی تائید بھی ہوتی ہے اور عوام الناس کے اعتبار سے یہی دعا موزوں اور مناسب ہونے کے ساتھ آسان بھی ہے۔

مرقاۃ:۸/۳۱۸۴. (مسند ابی یعلی الموصلی، رقم:۵۰۷۵)

جواہر پارے

....

قدرت اللہ شہاب نے لکھا ہے کہ ان کے والد نے ایک مرتبہ سزا کے طور پر ان کو لائبریری میں بند کر دیا، قدرت اللہ شہاب کہتے ہیں چاروناچار بالآخر وقت گزاری کے لیے میں نے کتابیں پڑھنا شروع کر دیا، اور پھر تادم مرگ ان کو کتب بینی کی عادت رہی

موجودہ لاک ڈاون کی پریشانی ایک پریشان کن حقیقت ہے، تاہم اگر ہم اس وقت کو قرآن فہمی اور مطالعہ سیرت یا کسی دوسرے اہم کام کے لیے وقف کر دیں تو یہ وقت ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا سبب بن سکتا ہے۔

....

مولانا رومی کی ایک حکایت جو موجودہ حالات پر صادق آتی ہے۔ فرماتے ہیں:

ایک شخص طوفان کی آمد کے پیش نظر ایک درخت کے نیچے پناہ لیے کھڑا تھا، ایک دوسرا شخص پاس سے گزرا تو اس نے کہا میاں جب طوفان آتا ہے تو بجلی گرنے کا امکان درختوں پر زیادہ ہوتا ہے، اس لئے یہاں سے ہٹ جاو، اس شخص نے جواب دیا کہ میرا رب مالک ہے۔

اس کے بعد ایک دوسرا شخص گزرا اس نے بھی یہی نصیحت کی تو درخت تلے کھڑے شخص نے پھر یہی جواب دیا۔

آخر ایک تیسرا بندہ گزرا اور اس نے یہی کہا اور اس آدمی کا پھر یہی جواب تھا کہ اللہ مالک ہے۔

غرض طوفان آیا، بجلی گری اور وہ آدمی فوت ہو گیا۔

یہ سارا منظر جو ایک بندہ خدا دیکھ چکا تھا، اس نے کہا کہ اس بندے کا تو اللہ پر اس قدر ایمان تھا خدا نے اس کو کیوں نہ بچایا۔

مولانا فرماتے ہیں کہ وہ تین بندے اللہ نے ہی بھیجے تھے کہ بچ جاؤ مگر اس شخص نے نہ مان کر خود اپنی تباہی کی۔

....

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

جامعہ پھلت میں محفل حسن قراءت کا انعقاد

جامعہ امام ولی اللہ پھلت میں ۵/مارچ کو بعد نماز عشاء ایک نورانی محفل کا " محفل حسن قرات" کے نام سے انعقاد عمل میں آیا، پروگرام کے تعارف میں مولانا وصی سلیمان ندوی نے فرمایا کہ جامعہ امام ولی اللہ جہاں ایک دینی، دعوتی ادارہ ہے، وہیں عشاق قرآن کا ایک گہوارہ بھی ہے خاص طور پر سرزمین پھلت کو یہ شرف کئی صدیوں سے حاصل رہا ہے، کہ یہ سرزمین جہاں احادیث وفقہ میں نمایاں کردار ادا کرتی رہی ہے، وہیں وہ قرآن مجید کو منبع ہدایت، گہوارہ علم وحکمت، نیز سرچشمہ دین ودانش کا درجہ دے کر اس کا حق ادا کرتی رہی ہے، اسی سلسلہ کی ایک عظیم کڑی یہ " محفل حسن قرات " ہے، جس کا منشاء ومقصد علماء، طلباء اور خاص طور پر عوام کے اندر قرآن اور اس کی تلاوت کی رغبت دلانا ہے۔

واضح رہے کہ اس محفل میں ہندوستان کے آٹھ مہتم بالشان قراء کو مدعو کیا گیا جو پورے عالم اسلامی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ جملہ ایشائی ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں، جن میں قابل ذکر دارالعلوم دیوبند کے استاذ تجوید وقرات جناب مولانا قاری شفیق الرحمٰن صاحب، قاری عنایت الرحمٰن صاحب، قاری محمد عثمان وغیرہ تھے، قرآن مجید کا یہ معجزہ آج بچشمِ خود دیکھنے کو ملا کہ جب اس کی تلاوت ہوتی ہے تو سامعین پر عجیب رقت وکیفیت طاری ہو نے لگتی ہے، قراء حضرات کی تلاوت کے دوران مسجد کے چہار جانب سبحان اللہ، الحمد للہ ماشاء اللہ کی صدائیں بلند تھیں۔

یہ نورانی محفل استاذ القراء قاری شفیق الرحمان کی زیر صدارت نیز داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی کی زیر سرپرستی وقوع پذیر ہوئی، جبکہ تمام قراء حضرات مہمانان خصوصی کے طور پر ہی مدعو کئے گئے تھے۔ محفل کے کنوینز قاضی الشریعہ پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد عاشق صدیقی تھے، جامعہ کے مہتمم مولانا محمد طاہر ندوی نے تمام مہمانان گرامی کی خدمت میں ہدیہ تشکر اور نشان اعزاز (تمغہ کی شکل میں) پیش کیا سرپرست محفل کی دعا پر مجلس کا اختتام عمل میں آیا۔

کھتولی کی مسجد اکبر خاں میں داعی اسلام کا خطاب

اس وقت ہندوستان سمیت پوری دنیا کے مسلمان سنگین ترین حالات سے دوچار ہیں، ہمیں ان تمام درپیش مسائل کے حل کے لئے قرآن کریم سے رجوع کرنا چاہئے، ان خیالات کا اظہار ۱۷/مارچ کو عشاء کی نماز کے بعد مرکز مسجد اکبر خاں میں داعئ اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی نے ایک اجلاسِ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ یہ حالات عارضی ہیں حکومتیں آتی اور جاتی رہتی ہیں جو کہ کٹھ پتلی ہیں اصل نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور قرآن شریف آج بھی اتنا ہی مؤثر ہے جتنا 1400 سو برس قبل تھا، ضرورت قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ہے، انہوں نے کہا کیا مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے اور دین کی دعوت دینے سے فرقہ پرست لوگ یا حکومت روک رہی ہے، تو پھر کیوں ہماری مسجدیں خالی رہتی ہیں، مسجدیں خالی ہونے اور دعوتی مشن سے روگردانی کے سبب ہی حالات پیدا ہورہے ہیں

انہوں نے مسجد اکبر خاں کی تعمیر نو میں سرگرم اراکین کی ستائش کی، اجلاسِ کا آغاز قاری محمد محمود متعلم دارالعلوم رحمانیہ اور محمد انس کے نعتیہ کلام سے ہوا، نظامت کے فرائض مفتی مجیب الرحمٰن ندوی نے انجام دیئے، خصوصی شرکا میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا محمد صادق ندوی مولانا محمد اعظم ندوی، مفتی محمد نوشاد قاسمی، ڈاکٹر محمد امیر اعظم قریشی قاضی کفیل احمد، مولانا محمد عمر ناصحی، مولانا محمد تاج مظاہری حاجی محمد کفیل، سید محمود الحسن، قاری محمد شہزاد، حاجی محمد عمران، حمایت حسین وغیرہ کے نام شامل ہیں، مولانا محمد کلیم صدیقی کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: چھوٹی بچی کا انتقال ہوا، تو اس کو کتنا کفن دیا جائے گا؟

ج: اگر بچہ یا بچی انتہائی کم عمری میں وفات پا جائے، مثلاً پیدائش کے فوراً بعد تو بچے کو صرف ایک اور بچی کو دو کپڑوں میں کفن دینے کی گنجائش ہے، تاہم مسنون کفن دینا بہتر ہے، جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"والصبی المراهق فی الكفن كالبالغ و المراهقة كالبالغة ، و أدنى ما يكفن به الصبی الصغير ثوب واحد و الصبية ثوبان، كذا فی التبيين(كتاب الصلاة،الباب الحادی العشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التكفين)

س: حلال جانور کون سے ہیں؟ ان کی شناخت کیا ہے؟

ج: احناف کے نزدیک دریائی جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے اور مچھلیوں میں بھی جو مچھلی طبعی موت مرکر پانی میں الٹی تیرنے لگے وہ بھی جائز نہیں، اور خشکی کے جانوروں میں جو جانور یا پرندے دانت یا پنجوں سے شکار کرتے ہیں جیسے: شیر، چیتا، بھیڑیا، لومڑی، ریچھ، گیدڑ، بجّو، بندر، ہاتھی، بلی، شکرہ، باز اور گدھ وغیرہ یا ان کی غذا صرف گندگی اور مردار وغیرہ ہو جیسے سور اور کتا وغیرہ یا ان میں خون بالکل نہیں ہوتا جیسے: بھڑ، مکھی، مکڑی اور بچھو وغیرہ یا ان میں بہنے والا خون نہیں ہوتا جیسے: سانپ، چھپکلی، گرگٹ، نیولا، تمام زمین کے اندر رہنے والے جانور اور کیڑے مکوڑے، حرام ہیں، البتہ ٹڈی میں خون نہیں ہوتا پھر بھی وہ حلال ہے، باقی دیگر سب جانور حلال ہیں، جیسے: اونٹ، بھینس، گائے، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، ہرن، نیل گائے، بطخ اور بٹیر وغیرہ (بدائع الصنائع ۴: ۱۴۴-۱۵۳، مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند، فتاوی عالمگیری ۵: ۲۸۹، مکتبہ زکریا دیوبند، ردالمحتار ۹: ۴۴۱-۴۴۵ مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند)

س: ماسک پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج: فقہاءِ کرام نے لکھا ہے کہ عام حالات میں بلا عذر ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، البتہ اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے (جیسا کہ آج کل کرونا وائرس کی وجہ سے) مجبوری کی حالت میں نماز میں چہرہ کو ڈھانپا جائے یا ماسک پہنا جائے تو نماز بلا کراہت درست ہوگی، لہٰذا موجودہ وقت میں وائرس سے بچاؤ کی تدبیر کے طور پر احتیاطاً ماسک پہن کر نماز پڑھنے سے نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1/ 652)(يكره اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم والتنخم وكل عمل قليل بلا عذر)(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1/ 652)

(قوله: والتلثم) وهو تغطية الأنف والفم فی الصلاة؛ لأنه يشبه فعل المجوس حال عبادتهم النيران، زيلعی .ونقل عن أبی السعود: أنها تحريمية)

س: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے یا واجب ہے یا مستحب ہے؟

ج: **فرض نماز کے بعد دعا کا مقبول ہونا اور فرض نماز کے بعد دعا مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اقوال و افعال سے ثابت ہے، ترمذی شریف میں روایت ہے: ''پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کے اخیر حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ اس لیے فرض نماز کے بعد دعا مانگنا جائز بلکہ مستحب ہے۔**

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

منفی سوچ سے پرہیز کیجئے

اس لائن میں مہارت کی وجہ سے بچوں کے پورے پروگرام کی تیاری کی ذمہ داری آرٹ کی ایک ٹیچر کو دی گئی تھی، پروگرام میں علاقہ کی اہم ترین شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا،اور یہ پروگرام اسکول کی ساکھ کا سوال بن گیا تھا،اس کے لئے دن رات محنت کر کے طلباء اور طالبات کو تیار کیا گیا تھا، ان پروگراموں میں طالبات کی ایک ٹیم کو ان کی ماؤں کے سامنے ایک نظم پیش کرنی تھی، یہ نظم بچوں اور ان کی ماؤں کے رشتہ اور ایک دوسرے کی حق ادائیگی کے سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کے لئے تھی، تیاری اور ریہرسل کے مختلف مراحل کے بعد بالآخر پروگرام کا دن آ گیا،نظم شروع ہوئی،مگر ان کی اس خوبصورت کارکردگی پر اس وقت پانی پھر گیا جب ایک بچی جو اپنی سہیلیوں کے ساتھ نظم پڑھ رہی تھی اچانک اپنے ہاتھ،جسم اور انگلیوں کو حرکت دینے لگی اور اپنا منھ کسی کارٹون کے کیریکٹر کی طرح بنانے لگی،اس کی ان عجیب وغریب حرکتوں کی وجہ سے دوسری تمام بچیاں پریشان ہوگئیں

معلّمہ کہتی ہیں: میرا جی چاہا کہ میں جا کر اس بچی کو ڈانٹ پلاؤں اور اسے تنبیہ کروں کہ وہ ڈسپلن اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرے، مجھے اس پر اتنا غصہ آیا کہ قریب تھا کہ میں اسے سختی کے ساتھ ان بچیوں سے کھینچ کر الگ کر دوں،لیکن جوں جوں میں اس کے قریب جاتی وہ پارے کی طرح چھٹک کر مجھ سے دور ہو جاتی اس کی یہ حرکتیں بڑھتی گئیں اور وہ سارے لوگوں کی نظر کا مرکز بن گئی وہاں موجود تمام خواتین اس کی ان حرکتوں پر زور زور سے ہنس رہی تھیں

میری نظر پرنسپل پر پڑی جن کی پیشانی مارے شرمندگی کے پسینہ سے شرابور تھی، وہ اپنی سیٹ سے اٹھیں اور مجھ سے کہنے لگیں: اس بدتمیز اور بیہودہ لڑکی کو اسکول سے نکالنا ضروری ہے میں نے بھی ان کی اس بات کی تائید کی،لیکن ایک چیز نے ہم سب کی نظروں کو متوجہ کیا کہ اس پورے وقفہ میں بچی کی ماں کھڑی ہو کر اپنی بچی کی ان حرکتوں پر تالی بجاتی رہی، گویا وہ اس کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی کہ وہ اپنا یہ فضول کام جاری رکھے۔

جیسے ہی نظم ختم ہوئی میں جلدی سے اسٹیج کی طرف بڑھی اور اس لڑکی کو زور سے پکڑ کر کھینچا اور بولی: تم نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ نظم پڑھنے کے بجائے یہ اول جلول حرکتیں کیوں کی؟

وہ بولی: اس لئے کہ پروگرام میں میری ماں بھی موجود تھی، مجھے اس کے اس ڈھٹائی بھرے جواب پر بڑی حیرت ہوئی،لیکن مجھے اس وقت بڑا دھچکا لگا جب اس نے آگے یہ کہا:

میری ماں بول اور سن نہیں سکتی، میں نے گونگوں کی زبان میں اس نظم کا ترجمہ اپنی ماں کے لئے پیش کیا تا کہ دیگر تمام بچیوں کی ماؤں کی طرح میری ماں بھی اپنی بیٹی کی کارکردگی پر خوشی کا اظہار کر سکے۔

جیسے ہی اس نے یہ وضاحت کی وہ دوڑ کر اپنی ماں کی طرف بڑھی اور اس کے گلے لگ کر زار وقطار رونے لگی، وہاں پر موجود سارے لوگوں کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی تو سارا ہال سسکیوں سے گونجنے لگا۔

واقعہ کا سب سے خوبصورت پہلو یہ ہے کہ پرنسپل نے اس لڑکی کو اسکول سے نکالنے کے بجائے انعام سے نوازا اور اسے "مثالی طالبہ" کا خطاب دیا۔ وہ لڑکی جب وہاں سے نکلی تو سر اٹھا کر خوشی سے اچھلتے ہوئے جا رہی تھی۔

منفی سوچ کے اس وبائی دور میں جہاں کسی خیر کو تلاش کرنے اور خیر کو دیکھنے کا قحط سا ہے، زندگی کے کتنے مراحل میں ہم اپنی منفی سوچ کی وجہ سے اللہ کی کائنات میں اور اپنے گرد و نواح اور اہل تعلق میں خیر دیکھنے سے محروم رہتے ہیں،اور جلد بازی میں منفی ردعمل ظاہر کر کے کتنے خوبصورت رشتوں اور تعلقات کے خزانوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس لئے جلد بازی میں ردعمل ظاہر مت کیجیے، دوسروں پر حکم لگانے میں جلدی سے کام مت لیجئے، محض بدگمانی کی بنیاد پر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں، ملنا جلنا کم کر دیتے ہیں، رشتے ختم کر لیتے ہیں۔ اللہ سے لوگوں کے ساتھ حسنِ ظن کی توفیق مانگئے کہ اسی میں دلوں کا سکون اور سینوں کی سلامتی ہے۔

کاش ہمیں زندگی کا یہ خوب صورت راز معلوم ہو جائے!!

●●●●

مولانا محمّد کلیم صدیقی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان